

<p>دیکھا تو دو قدم پہنڈھکا تھا آب کا اس عمر میں ہے ورنہ مزا کیا خضاب کا جو قطرہ اشک کا تھا سولطان بدوش تھا</p>	<p>اس دشتِ پُرسراب میں بیکہ بہت چریت ہونا تمازندگی ہی میں نہ شیخ کا سیاہ اے ابراہیمی گریہ میں جس وقت جوش تھا</p>
<p>اے خانانِ خراب کوئی یہ بھی ہوش تھا ہر ایک تیسے کمرے پہ تبسمِ فرمش تھا</p>	<p>ق ق قائم - تو اپنی ہستی نہ سمجھا کمانِ تلمک ص ص دم شرار و برق سے کیا ارض کیا سما</p>
<p>نہ کیا انا لہ ہم نے پر نہ کیا گھر باہر گھر ہر گھر سے نہ کیا</p>	<p>دلہ ٹکڑے کب غم نے یہ جگر نہ کیا موجِ گداز اب کی طرح ہم نے</p>
<p>دو ٹکڑے کیا دیجے چور کو قائم بند گھر کا میں آپ در نہ کیا</p>	
<p>خواری بس افتخار میرا دل پر ہے کچھ اختیار میرا جس میں کہیوا ہو پار میرا</p>	<p>کیا میں کیا اعتبار میرا ناصر بولے ہے یوں کہ گویا وہ کشتی سے دے اچکے ساتی</p>
<p>ق قائم ہوں اگرچہ سیج لیکن کیا کچھ ہے اعتبار میرا</p>	
<p>غرض یہ ذکرِ ناسبت کیا - دیا نہ دیا جو کام دل ہی فلکِ حبِ مدعا نہ دیا</p>	<p>دیا فلک نے ہر معجزہ جاہِ دیا یہ کیا ستم تھا طلبِ مدعا کی دی ہر کو</p>
<p>۱۷ کہو دلی و لکھنؤ میں آج بھی بولا جاتا ہے مگر نظمِ شریں متروک ہو ۱۲ الام کے معنی پر ہے ۱۷ ۱۳ بولے ہے دلی میں آج بھی محاورہ ہے مگر اور سب جگہ متروک ہو گیا حتیٰ کہ اہل دلی بھی جو بڑی ترک کرتے جاتے ہیں ۱۷</p>	

<p>ہو گیا بند دم سچا کا پ روسیہ ہوا ان اہل دنیا کا ذہنی یہ سمجھے جو تڑپا نہ اور تمام ہوا خبر ہی کوچ کی ہو لے جو اک مقام ہوا کیسا انتظار تھا کیا تھا برق تھی یا شرارت تھا کیا تھا</p>	<p>سُن کے شور اوس لبّ کے خاک چوٹیں نگین کس قدر میں طالب نام میں کیا کہوں کہ جو کچھ مجھ پر زبرد ام ہوا سراٹے وہ عجیب لفریب کہ جہاں شب جو دل بقیہ رات کیا تھا عرصہ رحمت کا نام ہے آہ</p>
<p>مرتبہ عشق کا یہاں جن سے بچی ہو گیا تاکجا ضبط نفس کیجے کہ مقتدر گیا کب سردار پہ اس دہوم سے منصوبہ گیا لیکن اتنی تو عقوبت کے سزاوار نہ تھا پہر فائدہ جب ہو ہی چکے کام کیسا</p>	<p>بید ماغی سے ندا اوس تک دل رنجو گیا آہ پہلو میں سے میسر دل رنجو گیا جس جگر سے کہ یہ دل تو کھڑے نہ ٹہنچا کب یہ کہتا ہوں کہ تیرا این گنہ گار نہ تھا اب تک بھی میں جیتا ہوں جو اتنا ہے تجھے آ</p>
<p>خوبان کی طرف رکنے کا بندہ ہونین قائم ملنے ہیں کہیں نام ہے بدنام کیسا</p>	
<p>ظالم نہ تھا میں دل تو کسی مہربان کا پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا یہ بھی اک اتفاق ہے لیل رہنا رکا طرف جو اسکی تکرار تو میں کہہ رہا ہوتا</p>	<p>کیون مضطرب رکھا تو مجھے ایسا نے وعدہ اوسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہوں اوس زلف و رو سے کوئی نسبت نہیں تھی ایک کہ تو غیغے سے خوش تھیں کہو خالص</p>
<p>۱۲ جون کا لفظ آٹھ محاورہ میں نہیں ہے ۱۲ معترض کے عہد میں تو پہنے کا لفظ مخلوط کے ساتھ تھا ۱۲ ۱۲ یعنی بڑھ گیا ۱۲ یعنی مسدود نہیں رہا ۱۲ طوطا کہنا اور کڑا طوطا کہنے کو کہنی پر ہے ۱۲</p>	

ہملا ہوا کہ میں فارغ ہوں دین و دنیا سے	کے دل غم تھا اک اور درد سر ہوتا
قد خمیدہ سے گر شرم تاکجا قائم پھر کے کا حلقہ صفت یان تو در بدر ہوتا	
ہم ہی ہر طرح ترے دور سے میں نل شاد کیا کتے ہیں یاد میں تری وہ موا جاتا ہے جس کسی نے یہ کہا تم سے غلط جوٹ خلاں بھوٹ کر دام سے ہم گر چو رہے گلشن میں	ہجلی گر آئی تو سب سے ہیں کہ تین یا د کیا ہول کر بھی نہ کہو تو نے جسے یا د کیا کے آگے میں ترا شکوہ بیدار کیا پر تری قیہ کو صیا د بہت یا د کیا
کس جگہ ڈھونڈیے قائم تجھے ایخانہ خراب جائے کون سے جنگل کو تو آبا د کیا	
میں اس چین سے اور یہ مجھے چن گیا اے تاب ضبط نا کہ میں منصفی ہی ہے میں عشق میں بتان کے دل دین تو کو چکا	لے دل میں اپنے حسرت سرود من گیا کب تک رُکون میں آہ کلیجا تو چن گیا ناصر تو کیون کے ہے جو ہوتا تھا ہو چکا
قائم ضرور کیا ہے اب اوس جنگجو سے صلح مت ہوئی کہ جان سے میں ہاتھ فر چکا	
رکین اپنے تین ہم کس طرح دوست ہوس سے ہم کیا تھا عشق اول نہ پوچھا کان تک اس جنگجو کے حال مرا	ہو تجسا شخص حب دشمن ہمارا وہی آخر کو ٹھہرا فن ہمارا خدا ہلا کرے نالہ کی نارسائی کا
۱۵ ایک نسخہ میں یوں ہے۔ (ہملا ہو کہ نہ کی میں صداع غم کی دوا ۱۲) ۱۳ تین کا لفظ اہل شہر آب نہیں بولتے ۱۴ ۱۵ کیا جائیے ۱۶ اپنے کے ساتھ تین کا لفظ اب بھی نظم و نثر میں جاری ہے ۱۷	

	بتان نہ سمجھو کہ قائم ہے دیر کا پابند تماشہ بین ہے یہ زند ایک خدائی کا	
عوض پہاڑ کے شیریں سے دل اٹھاتا غلط کیا میں مجھے اس طرف نہ اٹھاتا پیا بس کمرہ میں ساتھ آپ جانا تھا دل شکستہ کیسا کہہو بنا تھا کہہو میں ہی تو اک بار اڑنا تھا	جو کوہکن تجھ قوت ہی آمانا تھا اندھیری رات یہ کوچہ میں ستیا جڑیت معاملہ ہے یہ دل کا اسے کیسا وہ کیا شکن جو زلف کی آبی بنا لئے تم تو کیا یہ سچ کہہوٹ ہے دعویٰ دوستی لیکن	
کہی کا خون ہوا اکھون سے گر گیا ہوگا	تو دل کو ڈھونڈ ہے ہر سینہ میں اب تملک و غم	
	گلی سے اوسکی جو قائم کو لائے ہم تو کیا یہ دل پہ نقش ہے اب تک وہ پھر گیا ہوگا	
جو کچھ کہے بہا رسو ٹکان دیکھنا تاک اوس تم ظریف کا بتان دیکھنا باقی جو زندگی ہے تو بہر آن دیکھنا کوچہ کی اوسکے خاک تو ٹانک چان دیکھنا	ہے فصل گل نہ روئے گریبان دیکھنا پل مارتے کرے ہے اشاروں میں تھم بہتر ہے کوئے یا سے رخصت ہو اتنا دل شاید کہ دل مر ہی کہیں ہو دی اے نسیم	
	قائم قدم سنہال کے رکھ کوئے عشق میں یہ راہ بطیخ ہے مری جان دیکھنا	
یو چون گاہ کہہو کہ مر گیا گناہ تھا	ظالم کیا تو ہے تو مجھے قتل بیگناہ	
۱۵ تماشہ کا الفت گرانا آفت غلط سمجھتے ہیں ۱۲ ۱۵ یہی گریبان کا گنہ نہ کرنا ۱۲ ۱۵ ملک ذرا کے مقام		
پر پڑتے ہیں ۱۲		

	جیتا ہی ہو خدا کرے قائم یہ تہمتیں	
	احوال اوس جوان کا نہایت تباہ نما	
<p>پڑہ کے فائدہ خطرا اوس بدگمان نے کیا کیا</p> <p>غیر سے ملنا تمہارا اسنے کہ ہر توجیب ہے</p>	<p>کیا کیا ہر کہبت نامہربان نے کیا کیا</p> <p>پڑھنا ہو گا کہ تم کو اک جہان نے کیا کیا</p>	<p>بہر کے جوہ شوق نظر کر گیا</p> <p>خاک کا سا ڈھیر سر رہ ہون میں</p> <p>چمپے ترے کوچہ سوزا میں لیک</p> <p>ٹوٹا جو کعبہ کو نسا یہ جا غم ہے شینج</p> <p>آتش تو دی تھی خائے دل کے تین میں آپ</p> <p>غور مجھ کو نہیں شیخ بے گناہی کا</p> <p>نکر غور تو منعم دم میں مشل جاب</p> <p>دل ہی جانے ہو کیا کون میں اوسے</p> <p>بیٹھ پیچھے گلا تو بد ہے ولے</p>
<p>موتے مرتے بھی نہ جن نے کہو آرام دیا</p> <p>زخم یکسان ہے دل و جان میں گم کا تیری</p> <p>موج دریا سے مماش ہے جہان کا احوال</p>	<p>والتے قسمت کہ ہمیں یہ دل خود کام دیا</p> <p>کچھ نہ سمجھا میں کہ یہ تیر کہہر سے گزرا</p> <p>بہر نہ دیکھا میں اوسے یہاں چننے گزرا</p>	
<p>۱۷ ع اور ح اور ہ کا گناہ مرنا قیاس نے جائز کر دیا تیرا جسود ابھی اسکے پابند نہ تھے مگر اب</p> <p>۱۸ ع کوں سی یہ جاے غم ہے ۱۷ ع برباد کے مقام پر برباد آب خلات محاورہ سمجھتے ہیں</p> <p>۱۹ ع جن کا لفظ نے کے ساتھ آب محاورہ سے چوٹا جاتا ہے ۱۲</p>		

<p>بہج اوسے کوچہ میں اوسکے مین نہ پٹھا دم ہون فرق ہو سے نہوا مو سے مکر کا ظاہر</p>	<p>قاصد آوے کہیں یارب میں خبر گزرا کس کے جوڑا جو ترے سو کا کر سے گزرا</p>
<p>داغ دل نے جو دم سرد سے دیکھا قائم شمع کے جی پہ دہک بادِ سحر گزرا</p>	
<p>دردِ دل کچھ کہنا نہیں جاتا رو بروی سے غیب سے تو ملے ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نا دم گو تغافل سے میرا کام ہوا کب تک آہ و نالہ میں اے دل ہے جو نہ جانتا کہ دم کی زینت جیسے کوئی</p>	<p>آہ چُپ بھی رہا نہیں جاتا یہ ستم تو سہا نہیں جاتا کیا کروں پر رہا نہیں جاتا پڑ بلا تو تو نیک نام ہوا خواب ہمایہ پر حرام ہوا کسے یہ بات کہ خالی رہا ایانہ مرا</p>
<p>کیا نہیں ہوں میں بیان اس طریق سے قائم کہ جنت و جہنم کوئی پاسکے سراغ مرا</p>	
<p>جو بیان جئے ہے تو غافل بچشمِ نغم جینا سلوک عشق کوئی ہر کسی سے ہو ہر کہ بیان تن آسودہ کم لیتے ہیں بازارِ محبت میں کشا کش ہوج سے کرنا کوئی مقدور نہ ہو خکا طلب میں عشرت دنیا کی مت کہو عمرِ روزہ</p>	<p>کہ جو نہ جانتا ہے عالم میں ایک دم جینا ہر ایک گام ہے مزا ہر اک قدم جینا جو وہاں جائے تو ٹوٹا دل کوئی یا چشمِ تر لہجیا میں اور تیری رضا پیار سے جد ہو جاؤ اور ہر لہجیا یہ عشرہ ہے دس ہے کا سا اسے غم میں بسر لہجیا</p>
<p>۱۵ پٹ آہ نہیں بولتے ۱۲ ہو ہر ہوئی ہے کے مقام پر پہلے بولتے تھے اب متروک ہیں ایسے مقام پر ہوتا ہے بولتے ہیں ۱۲ دس محرم کے عشرہ کو پہلے کہتے تھے اب متروک ہے ۱۲</p>	

گالی تو دی ہے یار نے بوسہ نہ گودیا	دلہ	آنا تو کچھ نہیں ہے ترا اداس پہ جو دیا
پوچھ آ کے ہم سے حسرت و توبہ نہ کہہ		اکشہ زمینِ خورین یا تنہا ہو دیا
تجملہ غمِ دروناز بہین عجز اور نیاز		جو کچھ کہتا کیسے سزاوار سودیا
<p>ہنسنے کا یار یہ بھی کوئی طور ہے کہ آج قائم نے تیرے ہاتھ سے گمراہ کے رو دیا</p>		
سیکڑوں صلح کے انداز کئے گردون نے	دلہ	اس کمینہ سے پہ پہنے ہی مدار نہ کیا
ڈول دکنے کا مرے دل کے وہ کیا کچھ گا		درد پہلو سے جو تاصحیح پکارا نہ کیا
<p>قائم اب عشق میں بنس چاکے جو ڈھونڈ رہا تھا کیون تو پہلے ہی مری جان کنارا نہ کیا</p>		
آج ہے اہل قلم کون مری مژگان سا		سج کے قطر دن کا انگشت پہ کر لے جو حساب
رات کو چین ہے نہ دنگو تاب	دلہ	دل ہے یار بکبارہ سیاب
اب کمان میں کدھر ہے مے ناصح		یہ بھی تھا مقتضاے عمد شباب
<p>دل گونا گونا تھا اس طرح قائم کیا کیا تو نے ہائے خانہ خراب</p>		
ہو کر ایسے ہی مری شکل سے بزار بہت		تم سلامت رہو بندہ کے خریدار بہت
ہمدرد جب غمگی آئی سو جگر اکیا ہے		تم کو خواہندہ بہت ہم کو طر صدر بہت
شیخ مجھ کو نہ ڈرا گور کے اندھیا رے سے		جو بکے کائے مین نے تو شبنا بہت
<p>قائم آتا ہے مجھے رحم جوانی پہ تری</p>		
<p>۱۵ پنس چاک کے اور کبہ چاک کے وغیرہ آج معاہدہ نہیں ہے ۱۷</p>		

مہ چکے بین اسی آزار کے بیمار بہت

اگرچہ شنج ہے پینا شرب فعل شنج
نہ جرم او سکا ہے نہایت نہ کچھ مری تقصیر
طرح اوس آب کے جو پیر نے سے ہو درہم
مانگے ہے ترے ملنے کو بطرح دل ہو آج
اے گریہ تو خاطر سے مرے کیونہ صرفہ
اصحاب و پندہ نہ احوال خموشی مجھ سے
دیر آنا ہی ہے اک لطف نہ یہاں تک ظالم
جی بھی لے دل لیا ہے تو چل یک نشہ دوشد
نہ بخو تھا ایک تو وہ یوہین تپہ ہم نشین
وعدہ جو کل کا آج پہ تھا سو ہوا خلافت
تھا اک شب فراق سے عاشق کا دن سیاہ
پہلے تو وہ نگاہ ہی ٹیڑھی تھی مجھ سے لیک
کل صبر و طاقت او سکی گلی میں ہوئی تھی گم پڑ

ہم کو بھی دل کی داستان ہے یاد
کیون صبا تجھ کو وہ دہان ہے یاد
ہم کو بھی دل کی داستان ہے یاد
کیون صبا تجھ کو وہ دہان ہے یاد

آہ اے پیر حسن قائم نام
ہمان جو رہا تھا اک جوان ہے یاد

لہ انکلا بیان چاہنے کے محل پر ہے ۱۲

تھی دغا اوس مرتبہ یا بیو خالی اس قدر	دلہ	آہستہ آہستہ اوس قدر نا آہستہ آہستہ
بے مشغول نہ زندگی بسر کر	دلہ	گر ان شک نہیں تو آہ سر کر
دے طول امل نہ وقت پیری		شب تھوڑی ہے قصہ مختصر کر
کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی		اس سے جو کوئی جیا سو سر کر
کعبہ کے سفر میں کیا ہے زاہد		بن جائے تو آپ سے سفر کر
یہ دھڑکے کار گاہ سینا		جو پانور کے تو بیان سو ڈر کر
وہ باعثِ زلیست شاید آجائے		اے جان تو جایو ٹھہر کر
فرصت ہے غنیمت آج غافل		جو ہو سکے نفع یا ضرر کر

تعمیر پہ گھر کی مرنے سے دل
قائم کی طرح دلون میں گھر

تھی تو اک بات - یہ کیا کیسے کہ بیان تو بیاب		نکلی ہی پڑتی ہے تلوار کسے باہر
دیکھ کے دھڑکتے مجھے ہر وقت نکل جاتے تو		دل میں اب آئے ہو جاؤ گے کہ ہر سو باہر
نالہ رو کا تو میں لیکن یہی ڈر ہے جو ن شمع		ہو نہ یہ شعلہ کین پہوٹ کے سے باہر

بھلا اسے ابرو ترکان تک تو بس کر	دلہ	ابھی تو گھل گیا تھا تو برس کر
نہیں کہتا میں دل ترک تمنا		پہ جتنی ہو سکے اتنی ہو بس کر
حسنِ کفر و دین پہ ہے کیا منحصر	دلہ	مان دلا حُسن ماصفا دے مال کر
فیض حق آتے ہیں پس پلے چلے		بیٹھہ تو اک دم تو غافل غلط کر

چاہے قائم جم تو حافظ کی طرح

کہ الایا ایسا کافی اور	
دل میں اپنے نہیں کوئی جز یا ر	لیکے فی الدار غیلا دیار
کفر دین سے نہیں کچھ آپ کو بحث	سر تسبیح و گردن ز تار
ہم نے دیکھا ہے داغ دل قائم	
و قنار بنا عذاب النکار	
دافت نہیں ہم کہ کیا ہے بہتر	جز یہ کہ تری رضا ہو بہتر
دیتا ہے وہی طبیب حاذق	بیمار کو جو دوا ہے بہتر
کس سے کون حال بلکہ وہ آپ	کچھ مجھ سے ہی جانتا ہے بہتر
لے نالہ خبر کہ زخم دل کا	بہر کہتے ہیں ہو چلا ہے بہتر
ہر عضو ہے دلفریب تیرا	کیئے کسے کون سا ہے بہتر
جاتی ہے نسیم اوس گلی کو	اوٹھ سکے تو تا فلا ہے بہتر
قائم چو کین ہین فارسی یار	
اوس سے تو یہ ریختا ہے بہتر	
گو بیان نہ کیو آئے افسوس	حالت تو ہے اپنی جائے افسوس
دیتے تو دیا میں دل کو لیکن	چارا نہیں اب ہوا سے افسوس
ہوں کشتہ میں دہان کہ جس جگہ میں	کوئی نہ کسی پہ کما سے افسوس
جون شمع اگر نہ سرد ہوں میں	کیسا کام کروں ورا سے افسوس
چلتے ہو سے اہل بزم نے بیان	چوڑا ہے مجھے برا سے افسوس
۱۵ آج زیادہ تر خطاب کے عمل پر کہتے ہیں بیان اپنے تین کئے کا محاورہ ہے ۱۲	

<p>قائم دہ غسل کہ بعد تیسرے اک خلق کہے کہ ہے افسوس</p>	
<p>میتابی کو ذرہ کی ہود ہان کونسی از ترش یہ دل ہر مرا وادی این نہ موسی</p>	<p>مہر آپ کو گنتا ہے جہان نعل در آتش جرات سے طلب کج جو نہ یان آنکرا آتش</p>
<p>گستاخ نہو خاک نشینوں سے کہ قائم دیکھی ہے چہی را کہ میں ہم بیشتر آتش</p>	
<p>نہو تو غمرہ کہ زاہد بخانے دہان مقبول یہ دل ہے مفت تو پیارے دیانین جاتا آتش تپ نے کی ہے تاب شروع ڈولہ شب میں جا ہا کر دن کچھ اوس سے سوال</p>	<p>ترا یہ طاعت و تقویٰ ہے یا مرا خلاص میں کچھ تو دیکھ لوں شفقت کرم وفا خلاص تو سہی کر دیدہ پڑ آب شروع بن سننے ہی کیا جواب شروع</p>
<p>نام سنتے ہی اوس کا بس قائم بہر کیا تو نے اضطراب شروع</p>	
<p>سنگ باران شیشہ عشرت پہ کچھ ایسی سپہر اس چین میں دیکھیے کیونکر کبر ہوا کے نسیم آج آپ مرے حال پر کرتے ہر تباہی اسگریہ پس قافلہ دل نام ہے اک یار صوفی ہے وہ بیچل ہو جو ہستی سے اپنی</p>	<p>لیکھے اتنی تو فرصت بہرے یہ راہی ایف ہے مزاج نکست گل شوخ اور ہم بید ماغ اشفاق عنایات کرم مہر مطلق پختہ ہی نہجہ جائے جو اکدم ہو توقف کس کام پڑا تو نے جو یون علم تصوف</p>
<p>خاموشی ہی کچھ طرہ لطیفہ ہے کہ قائم</p>	

۱۵ یعنی وہ عمل کر ۱۲ کس کام کا ۱۲

کرنا پڑے حسین نہ تصنع نہ تکلف	
<p>تم اک طرف چلو ہو تو تلوار اک طرف میں اک طرف ہوں اتنے سترگا اک طرف افرا اک طرف ہے تو انکار اک طرف میں اک طرف ہوں ابگر بار اک طرف نہ یہ ستم ہے جلا ایمان جگر ہزار طرف</p>	<p>سیکے ہو کس سے سچ کہو بیاری یہ چال ہال ازد کر شمع عشوہ داندا ز اور ادا لس بات پر تیری میں کرون اعتبار ہاے نیکین پر دوسے کون ہو بلا سلک نخت دل گرچہ داغ بہن لالہ کے دل میں چار طرف</p>
<p>نہ داغ عشق سے قائم ترے ہوں میں ہی خبر یہ گل تو آپ کا ہوا ہے ہر چار طرف</p>	
<p>سو بار پھر گیا ہوں میں آ آ کے در تک اللہ ہی بنا ہے میان آج گھر تک میں راست گیا تھا اوس جوان تک</p>	<p>سے راست وعدہ شام سے تہہ بن سحر تک وچہ ترا نشہ کی یہ شدت جہان سے لاگ نامح جو ہے شمع بزم معنی</p>
<p>پایا تو ہے ڈھیر آنسوؤں کا دیکھا تو گداز استخوان تک</p>	
<p>پھر تجھ کو نہ مٹنے دکھائیں گے ہم پر یہ بھی سہی نہ آئیں گے ہم سوا یکے وہ کر دکھائیں گے ہم باتیں نہ تری اُٹھائیں گے ہم صدے تے ترے مری جائیں گے ہم</p>	<p>اب کے جو بیان سے جائیں گے ہم مشکل ہے نہ آتا تجھ گلی میں جو آگے کہا کہ ہیں تجھ سے جینے ہی سے ہاتھ اُٹھائیں گے ایک اگر زبیر سے تجھ تک تو پھر کیا</p>
<p>۱۵ میں خبر ہوں یعنی مجھ سے ۱۲ تیری کے محل پر تجھ کا ہے ۱۲</p>	

<p>اس پر بھی اگر ملین گے تو خیر قائم ہی نہ پہرہ کیا میں گے ہم</p>	<p>ہزار ہر برین مخفی فلک کے کیسے نہ میں نہ کاو دکن سے ہوں کے تو ایک دم غافل</p>
<p>یہ جانتا میں نہیں ہوں کہل ہے کیا قائم پراک غلط ہی رہے ہے مدام سینہ میں</p>	
<p>پر گل کو کیا میں آگ دوں یہ کر جو تو نہیں آگے خدائے کے ذکر کی مرے آبرو نہیں بیان گھر فقیر کا ہے کہو ہے کہو نہیں سچ ہے کہ چاک شعلہ حریمت رفو نہیں نقطہ و خط دوہیں جو الہ میں لیکن نہیں</p>	<p>گل کا بھی تجھے کم تو میان رنگ و بو نہیں مرتا ہوں میں تیرے یہ ایام کی کہیر سان اے گرہ کرنے ہم سے طلب خون دل مدام آخر نہ سی سکا یہ مرا زخم دل کوئی ٹو اوس سے لے ہستی تک اپنی تفرقہ اک نہیں</p>
<p>وضع دوران گو خوشامد دوست ہے قائم تو ہو ہر کس و نا کس سے دب چلنا یہ اپنی خونین</p>	
<p>تو بھی ہر چند ہے ہوزوں پہ یہ انداز کمان تاب رفتار کہ ہر طاقت پر واز کمان بندر کہتے ہیں زبان اپنی در انداز کمان لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہیں ادٹہ گیا ہاتھ اگر اپنا تو پیرک تار نہیں یہ بھی ہے شکر کسی دل کا تو میں باز نہیں</p>	<p>ہم سہی اوس قدر عنا سے ہوا سے سر غلط دل سے خصلت ہو پس ایو خواہش گلشت کلا گو خوشی میں کیا پیشہ یہ مجلس میں تری ٹو لے چکو دل جو نگہ کو تو یہ دشوار نہیں تنگ تو ہم کو تو اویجیب کرے ہے لیکن گو بیک جبکہ زمانہ نے کیا ہے لیکن</p>

مجلس سے لٹا ہے خراباتِ جہان	جان کر میان جو نومست ہو ہر شیار نہیں
مے کی تویہ کو تو مدت ہوئی قاقم لیکن	بے طلب آت ہی بول جاتی تو انکا نہیں
آخر اک روز تہ خاک ہے ہنسم جاگہ	دیکھے سو لے کوئی دن اور یہی شمعینہ مین
مہر اوستا دہے اطفال کے حق میں سیلی	درد کیا چنچ کو لینا ہے ترسے کینہ مین
صورتِ غیر کو قاقم نہ جگہ دے دل مین	عکس جاتا ہی نہیں آ کے اس آئینہ مین
جو کوئی در پہ ترے بیٹھے ہیں بڑ	دو نو عالم سے پہلے بیٹھے ہیں
قلزمِ عشق کا اولٹا ہے طریقِ نثر	یہاں جو ڈوبے ہو ترے بیٹھے ہیں
کس کو دوں دوس تری مجلس مین	اپنے شفق ہی نے سے بیٹھے ہیں
جو ن تم دم صبح مین بیان سے نفری ہوں	دل ٹٹک غنچہ جنبشِ باوہری ہوں
دیکھا نہ مین جز سائے بازو سے شکستہ	حرمان زدہ جوں حسرت بے بالی پری ہوں
مین پیر مین اپنے مین سمانا نہیں جو ن گل	حبو قت سے آمادہ پے جامہ دری ہوں
خوف سے کہ جو صلہ وہاں جی سے گئے ہیں	جس دشتِ خطر ناک کا مین رہ کر دری ہوں
جو سرور کہا سنگ جفا سے مجھے آزاد	مرہونِ تراجمی سے مین اسے بے ثری ہوں
بس اسے طہیدانِ دل پس کہ بیان تو ان مین	جو اسکے سانس لی تو نے کس کی جان نہیں
کین مین اس کی کچھ آگے سے آدمی موجود	اک اب ہے وقت کہ اس نام کا نشان نہیں
جیا کا مین کس بخت ارچند سے مین	پہنا قفس مین جو چوٹا چمن کے بندی مین
ہے گو کہ جذبِ مرآتِ عکس ہوئے مست	پیشہ ریا نے مین اکثر سی کندہ مین

<p>خوش رہا سے دل اگر تو شاد نہیں سچ ہیں سارے کمال حضرت شیخ مین کما حد کیا کیا تھارا ت</p>	<p>بیان کی شادی پر اعتقاد نہیں لیکھ دل کو کچھ اعتقاد نہیں ہنسکے کہنے لگا کہ یاد نہیں ٹ</p>
<p>آپ جو کچھ تہرا کرتے ہیں</p>	<p>ولہ کہئے ہم اعتبار کرتے ہیں</p>
<p>چلیے قائم کہ فرستگان اپنا دیر سے انتظار کرتے ہیں</p>	
<p>لایں دفا کے خلق و سزا سے جفا ہو نہیں آگے مرے غم سے گو تم نے بات کی پوچھو ہو مجھ سے تم کہ پیسے گا بھی تو شراب جھکوتاں کی دید سے مت منع کر کہ شیخ عالم میں ہیں اسیر محبت کے ہر کہین کہولی تھی چشم دید کو تیری یہ چون جواب رہنے دو میری نعرش کو ہو جا سے تا عذار روتی ہے کیا گلوں کو تو شب بنم ادھر تو دیکھ کرتا تھا کل گلی میں وہ اپنی خسرا م ناز کہنے لگا یہ دیکھ کے احوال کو مرے کیا حقیقت تھی یہیں دینی ہے اسے عزیز</p>	<p>جتنے ہیں بیان سو نیک ہیں جو کچھ ہے ہون سرکار کی تو نظرون کو بچا تا ہوں میں ایسا کمان کا شیخ ہوں یا پا رسا ہو نہیں کیا جانے اس لباس میں کیا دیکھا ہو نہیں لیکن ستم کو یہ نہیں اس قدر کہین اپنے تئیں میں آپ نہ آیا نظر کہین لے جائیگی اوڑا کے نسیم سحر کہین نگر ٹھوڑا سطح سے کیسا جگہ کہین اس میں جو آ کے پڑتی ہے مجھ پر نظر کہین بدنام تو کیسے تئیں بیان نکر کہین اثنا پڑا ہے ملک خدا جا کے حر کہین</p>
<p>۱۷ یعنی جو کچھ ہوا ہوں میں ہوں ۱۲ ۱۷ حقیقت دینا ڈھکی دینا اڑکے ٹیٹہ جانا ۱۲</p>	

<p>کید ہزار برو کی اسکے دہاک نہیں چاہیں طوبی کی چسا تو صم زاہد</p>	<p>کون اس تیغ کا ہلاک نہیں کیا کمین دار لبست تاک نہیں</p>
<p>قائم اوس کو چہ میں پھر مگر ابھی کچھ ربات ٹیک ٹماک نہیں</p>	
<p>یونین رخس ہوا درگلا بھی یونین کچھ نہ ہکو ہی ہا گیا ہے یہ طور صید کج شک سے نہ ہاتھ اوٹھا کیون نہ روون میں دیکھ خندہ گل اب تلک میری زلیستے کی وفا</p>	<p>ہو جی ہر بات چنفا بھی یونین واقفی یہ کہ ہے مزا بھی یونین آکے پفس جاسی ہے ہما بھی یونین کہ ہنسنے تہادہ بیونفا بھی یونین بس میں دیکھی تری جفا بھی یونین</p>
<p>یہ کسان اور وہ کل کہہ رہا قائم اک ہوا باند ہے ہے صبا بھی یونین</p>	
<p>مجھ سا کوئی جہان میں آشفہ نہیں ساقی تو شب کی دست درازی معات کر یار بخلش سے آہ کی ہو جو نہ بہرہ مند جون اشک ایک لغزش بامین گئے ہیں یا بندہ ہون بے خودی کا میں اس مستکی جبر</p>	<p>ہے یون تو زلف یا رہی پراسقہ نہیں ظالم قسم لے مجھ سے مجھے کچھ خبر نہیں جس دل کا تکیہ گاہ سر نشتر نہیں ہستی سے تانیستی چندان ہنسنے نہیں آشوب روز حشر سے اصلا خبر نہیں</p>
<p>جسکو ہستی و عدم جانتے ہیں شاہد خوب و مکان دلچسپ</p>	<p>ہے وہ کچھ اور ہی ہم جانتے ہیں ہم ہی حور دارم جانتے ہیں</p>
<p>۱۷ ایدہ رادرجید ہر اور کید ہر میں سے اب ہی متروک ہے ۱۲ ہو جونی ہو جیو ۱۲</p>	

<p>ایسے ہم سیکڑوں دم جانتے ہیں ہم تو اک یہ ہی قسم جانتے ہیں ہم اس بہر و پ کو پہچانتے ہیں تری باتیں کوئی ہم مانتے ہیں</p>	<p>کہتے ہو اونگاہیں اک دم میں کہ نہ مت کما مرے سر کی سوگند ہر اک صورت میں جھکو جانتے ہیں تو نا صحر مان یا سیٹ مان لیکن</p>
<p>بہت جاگے ہم اس محفل میں قائم کوئی دم اب تو چا درتا سنتے ہیں</p>	
<p>تنگ ٹھہر جاؤ تو ہر آپس آجاتے ہیں جیسے تنگ آئے تھے دیسی ہی خضابا ہین</p>	<p>دیکھ کر تم کو کہیں دور گئے ہم لیکن کون ہو غنچہ صفت اپنے صبا کام ہون</p>
<p>رہو ہر شیا تو لب لب سے بتان کی قائم بات کی بات میں وہاں دلکو اڑا جاتے ہیں</p>	
<p>ہے عجب حال مرصع کہیں شام کہیں جی یہ دھڑکے ہے کہ آجائے نہ الزام کہیں یوں یہ فرمایشیں ہوتی ہیں سدا بجا کہیں جن نے دیکھا تجھے اک بار سدا کہیں تنگ تو خاموش ہو دینے سی وہ دشنام کہیں</p>	<p>ایک جاگہ پنہیں ہے مجھے آرام کہیں اوس کمر سے نگہ شوق پٹنی تو ہے لیک تم نے کی دل کی طلب پہنے کماؤینگے ولیک پاسے دیوار سے پہر پیری طح وہ نہ اٹھا عدتہ قصیر ہی جا ہوں گاہیں اوس سواہل</p>
<p>عزم کعبہ کا تو قائم تو کیا ہے لیکن رہن سے کچھ نہ وہاں جامہ آس کہیں</p>	
<p>۱۵ ست سڑک سے ۱۲ اپنے کامنات ایسے محل پر ہر شیا محاورہ میں محذوف رہتا ہے ۱۲ کپ جپ شوخی و چالاک ۱۲ جاگہ مذکور سے ۱۲</p>	

<p>زہے خاست اہل جان کہ مثل گسر کس اعتبار پہ دوستیے بتان کو دل کہ بزور دبان عشق شکایہ سے لال ہے درنہ یسا ہے ہم نے ہی بوسہ دیا ہے اوسکو چو قائم اس بزم میں تاکوں کہ جن نے نہ پیا پس یارین دلست جو کی روم کی تسنیں تو کیا</p>	<p>گرہ میں باندہ کے دریا میں آب رکتے ہیں جو کچھ کہ لیں ہیں کسی سے یہ داب رکتے ہیں ہم اک گلہ کے ترے سو جواب رکتے ہیں یہ سچ ہے دوست دلوں میں حساب کتے ہیں شربت مگر کے اس جام گوارا کے تین در کیا زور سے سو بلخ و بخارا کے تین</p>
<p>ہے جو کچھ پوش تو گزیدہ عمر کے نگاہ سنکے تو قصہ اسکندرو دارا کے تین</p>	
<p>غیر اسکے کہ خوب روئے اور دل کر نہ جرات تو اسے طیب کہ یہ مر کے ہی چاہیے ہے گور و کفن واسے اوس دل پہ جو مجید شبنم روئین ہنرمیرون سے سدا خون لال و عشق نجاہ جون شیشہ بہراہن سے سی لیکن جو کہنے کو بیان سے ہے فرور</p>	<p>عسیم دل کا کوئی علاج نہیں دل کا دھڑکا ہے خست علاج نہیں کون ہے جب کو احتیاج نہیں آہ اوس سینہ پہ جبین کہ ترا سوز نہیں بیان چراک روز میسر ہے تو اک روز نہیں مستی سے میں اپنی بے خبر ہوں کیا جانے میں کس مقام پر ہوں</p>
<p>جی مانگے ہے خوش ملی کو قائم تو بیٹھ کے رو میں فوج گر ہوں پڑ</p>	
<p>نہ کہہ کہ بے اثر انفاس سرد ہوتے ہیں</p>	<p>دلہ مجھی سے کیا کوئی سب اہل درد ہوتے ہیں</p>
<p>۱۵ در محارہ میں نہیں ہے ۱۲ ۱۵ سوا اسکے ۱۲</p>	

موت سے غافل نہ رہ پیری میں ایمان دان کہ صبح	ولہ	یک بیک ہو جاے ہو ظاہر شب و تاب میں
جب دیکھتا ہوں درپے تڑپیں کی کو بیان	ولہ	ردتا ہوں یاد کر کے میں اپنے شباب کو
دل تو کسے سننے سے سمجھتا ہی ہے کہو		جو کچھ کہو سودیدہ خانہ خراب کو
ہم مومنے پھرتے ہیں اور خواہش جان ہوا کو	ولہ	آب تلک ہی وہی جیسے کالکان ہوا کو
وہ دن گئے کہ اٹھاتے تھے ناز نکلت گل	ولہ	ہے بید ماغی دل اندون گران مجھ کو

مری نظر میں ہے قائم یہ کائنات تمام		نظر میں گو کوئی لاتا نہیں ہے یہاں مجھ کو
شیشہ دل ہے مرا کونسی گنتی میں بیان		تم تو اک آن میں تاراج حلب کرتے ہو
جنش لب کا تو مفہوم ہی ہے دشنام		اور کیا مجھ کو دعائم تیر لب کرتے ہو

قائم اک بات میں جیتا ہے تمہاری لیکن		پرسش حال تم اوس خستہ کی کب کرتے ہو
بدنامی کر یہ پر مرے ناحق ہے ہنشین		ڈھونڈ ہے تداویر سے وہ سگر بہانے کو

ولہ		
جو دم کہ بیان پنہ نگین پہ ہے قائم		اوس ہاتھ سے مانا ہے کہ چوسنگ تلے ہو

گر کے ہے ہے ای نم اشک نور و دی مجھ کو		آج اگر پیل میں خون کے نہ ڈبوے مجھ کو
۵۱ پیچ غرت کے معنی پر ترک ہے اسم کے معنی پر محاورہ میں ہے ۵۲ مانا اور تلے دونوں لفظ متروک ہیں		
۵۳ فارسی و عربی لفظوں میں سے حروف علت کا گرا نام متروک ہے خصوصاً لفظاے کی کا گرا نام نایت مکرر		

سنگ کو آب کرین بل میں ہمساری باتیں خشک دتر پہونکتی پہرتی ہے سدا آتش عشق دم قدم تک تھی ہمارے ہی جھون کی رونق شمع سان جلنے کو صانع نے بنایا جھکو	لیکن افسوس ہی ہے کہ کمان سننے ہو مجھ کو اس آنچ سے اچھیر دھوان سننے ہو اب بھی کو چون ہیں کہیں شور و فغان سننے ہو جسکے میں ہاتھ پڑا دن نے جلایا جھکو
تہا بد و نیک جہان سے میں عدم میں آزاد آگے کچھ اور سکے ذکر دل زار مست کرو	آہ کس خواب نے ہستی سے جگایا جھکو سب خیر برتے ہیں اوس سے کچھ اظہار مست کرو
جانے دو جو نصیب میں ہونا تھا سو ہوا اے آہ دنا لہ چپکے میں آیا ہوں اس جگہ	یار و خدا کے واسطے تکرار مست کرو عالم کو شور کر کے خبر دربار مست کرو
جو کچھ جاہو سو کر خوشنودی حق کا پھینک ملن ہوئی قیمت دو چنداوس چشم کی آنکھیں چراؤ سے	پراتنا دیکھو تجھ سے کوئی دل ہونہ بخیرہ غلط کہتے ہیں یہ ارزاں بکے ہو مال ہزدیہ
بچ کے جینٹلی سے سگریں سے چاہو بجات	جو عمل میان ہو سو دیکھ ہے مکانات کی را

چپ کے جانا تو رہا کو چہ میں اوسکے قائم وضع آت کیجیے کچھ اور ملاقات کی راہ	
شور و یوار کے گرنے کا سنا ہے کہ نہیں	نالہ کرتی ہے ہر اک خشت فراق ہم سے
روز عشرت کا کہور کہتے تھے ہم ہی قائم لیکن ایسا کہ جو مانا تھا شب ماتم سے	
جو دیکھتے ہو امین خیالات و خوابتے کہنے لگا طیب مرا یہ عذاب دیکھ	دنیا ہی اک نمونہ موج سرا ہے
ہوتی نہیں شمار نفس میں کہیں تمام	مرنا ہی اس مریض کے حق میں صواب ہے
	یارب یہ شب مری ہے کہ روز حساب ہے

قائم عیث ہو قصدِ ربانی کہ مثل موج
جب تک کہ تو ہے ساتھ تری بیچ و تاب ہے

افغان و آہ کشتہ پیدا کیا کرے	دلہ	جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے
گہ پیہ شیخ دگاہ مریدِ غمان ہے	دلہ	اب تک تو آبرو سے نہیں ہی جہان ہے
صبر و قرار و پویش دل و دین تو دہان ہے		اے ہنشین یہ کہ تو بہلا ہم کمان ہے
دنیا میں ہم ہے تو کٹے دن پر اسج		دشمن کے گہر میں جیسے کوئی میمان ہے
امو دیدہ دل کو روئے ہو کیا تم ہمیں تو بیان		یہ جینکتا پڑا ہے کی طرح جان ہے
قسمت تو دیکھ بارہو اپنا اگر تو دہان		جس دشت پر خطر میں کئی کاروان ہے
پیارے ہویشہ ایک سی بخش ہے کچھ بچا ملت		ناخوش کہی ہوے تو کہی مہربان ہے

مسجد سے گزرتے شیخ کلاہ میں تو کیا
قائم وہ سفر و ش کی اپنے دکان ہے

آہ کوئی جو اد سے آن کے سمجھتا ہو		دیکھتے ہیں کسے ہندو مسلمان اتنے
سچ کہہ اے باوصبا ہے کسی گل پر یہ بہار		تو نے دیکھے ہیں زمانہ کے گلستان اتنے
شو و محشر کا رہے کیوں نہ ترے کوچہ میں		جس جگہ ہو میں اکھٹے دلِ نالان اتنے
اندھے آئین ترے حن کا شکوہ	دلہ	پانی میں ماہتا ب کی جیسے جہاں بڑے
تہارات سو نول کا مہرے بزم میں بیان		بے اختیار شمع کی آنسو ڈھلک پڑے
الماس سچوہ زخم جگر کو دے کیا امرہ		توڑا سا فالقہ کو نہ جب تک نمک پڑے

۱۵ اے آنکھوں کے محل پر اے دیدہ کا ہے ۱۱ ۱۲ ہر جگہ اکٹھا ہی ہوتے ہیں جمع اس کی اب

<p>غافل بہار عمر کی آخر ہے پی شراب قائم تو وقت گر یہ دل زار کو سبناں</p>	<p>بیانا نہ بہر چکا ہے مبادا چمک پڑے ایسا نہ کہ مل کے لمو میں ٹپک پڑے</p>
<p>قائم سا شخص بیٹھ گیا چند روز میں یار ب کو بشر کے نہ بھیجے فلک پڑے</p>	
<p>کہ فکر کی نہ کو نے مرے اوٹھانے کی تھی ایک بات تو یہ بھی مجھے جلانے کی خبر کہ ہے ہر اک بے خبر ٹھکانے کی برائے سین تو سمجھتا ہوں کہ کب آتا ہے صبح آتی نہیں اک جی یہ غضب آتا ہے کہ دن گر و کے گزرے ہو تو مرا کشتی ہو بجھی ہے گنگ تو لیکن شرار باقی ہے کہ جکے کیف کا آب تک غماز باقی ہے</p>	<p>برنگ نقش قدم ہو نہیں بیان وہ خاک نشین خدا نکندہ او سے غم سے تو کیا سرکار زبکہ یار نے خلوت کو با عمام کیا گو کہ میں یار - بلایا ہے وہ آب آتا ہے شام ہوتی نہیں اک دل یہ بلا ہوتی ہے بہو ہو کیونکہ میری اندونوں اوقات کشتی ہے ہنوز شوق دل بے تیرا باقی ہے شراب عشق میں کیا جانے کیا بلا تھی ملی</p>
<p>عالم کو خواب کر رہیں گے یعنی پل ہے اور تر رہیں گے یون غیہ جو ہم پر در رہیں گے اثنا تو ہے آپ مر رہیں گے کے آگے غماز اپنی نگہ ستی کیجیے وے اگر خالق بلند ہی سل لیتی کیجیے</p>	<p>یون میں جو پیشہ تر رہیں گے تکسین وے دل کو پشت خم نے کیا لطف سے زندگی کا پیارے مارا جو بجاے گا کیکوڑ تنگتر ہے دست حاجت دل بنا دہر لب پہ فوارہ کے جاری ہے یہ صرع مہم</p>
<p>۱۲</p>	<p>۱۲</p>

کوئی ٹھک اور کو حال کی میسر نہ کرے پہلے ہی جوتی تھی مین اسے شب فراق غافل نہ فکر زاد سے رہنا کہ بے خبر صندل ہے گو صداع کو نافع پراے طبیب کو سون سے آدمی کو جو دیکھا تو کیا ہوا کیا جانتے تھے باتین مین سنا ہوں کسلے	ولہ	برا سطح کہ دل مین کچھ اس کے اثر کرے یہ رات بی طرح ہے خدا ہی سحر کرے کیا جائے یہ فائدہ کہ دم سفر کرے اتنا کہے دماغ کہ یہ درد سر کرے وہ چشم ہے جو حال پر اپنی نظر کرے ایسا ہے در نہ کون کہ پین در گزر کرے
نہ غم برا ہے نہ عیش و نشاط برتر ہے ہے آہ و نالہ سے یہ گرجان پر عرصہ تنگ ہماری چشم سے سیکے کرم کوئی کہ سدا کرے ہے آئے کیا آستین سے توصات یہ طشت و تنج یہ ہم کشت تہی درنا کہ ہے کیا تری زبان سے خستہ کوئی نار ہے کوئی	ولہ	سبھی مساوی مین بیان یہ فقیر کا کہ ہے یہ شب ہے ہجر کی یاد کہ روز محشر ہے گھر یہ سنجے ہے تسلی پہی شرم سے تر ہے ترے تو ہاتھ سے عالم کا دل مکدر ہے یونہی مزاج مین آگے اگر تو بہتر ہے پیارے یہ مخصوص یہ گرفتار ہے کوئی
ٹوکریں ہر قدم کی تڑپتے مین دل کمی تجھے لیکن تہی آنکھیں ہنسافت مین دِل		ظالم او حبر تو دیکھ یہ رفتار ہے کوئی تفصیل تہی کی کی گرفتار ہے کوئی
ظالم خبر تو لے کہین قائم ہی یہ نہ ہو تالان و مضطرب پس دیوار ہے کوئی		
لبر ز شوق میرا از لبکہ موبو ہے آیت آنہ کہ بیا تنک تیرا خیال چھپا یا		سمجھانہ مین یہ اب تک یہ مین ہون یا کہ تو ہے جید ہر نظر کہ دن مین ادھر تو رہ رہ رہ ہے
لہ ہر مین کے ساتھ پہلے ہی تہی کننا مکہ نہیں ۱۵۰ تس کا لفظ ترک ہو گیا ہو ۱۵۰ جید ہر مین ہی اور ادھر مین وار ۱۵۰ اپنے خلاف تھوڑا		

<p>یہ سستی دور روزہ نسل کنار جو ہے جو دیدہ ور ہے او کو شوقِ نوح کو ہے</p>	<p>موجِ نفس سے نادان غافل نہ کہ تیرہری شبِ نیم کے برگ گل پڑھنے سے میں یہ سمجھا</p>
<p>شہرِ تیرہ سخن کو قائم اگر تو سمجھے جو کچھ کہے ہے کوئی او کی ہی گفتگو ہے</p>	
<p>جی دیجیے تو دیجیے پردل نہ دیتیجیے ورنہ جس خاک کو لون ہاتھ میں ہونا ہو دے رو چکے کوئی جو اک رات کا رونا ہو دے ہو چکے آج ہی وہ کیون نہ جو ہونا ہو دے جو بوند تھی آنسو کی سو ہیے کمر کی کئی تھی</p>	<p>مر جائیے کسی سے یہ الفت نہ کیجیے خاکِ سجھا ہے میں ہونے کو خوشی سو لہنی شمعِ سانِ عمر کٹی اپنی تو جلتے ہی بیان کل پہ رکھتے ہو مرے قتل کو کا ہے کو لے شبِ گریہ کی وابستہ مری دلشکینی توں</p>
<p>قائم بن غنزل طور کیا ریختہ ورنہ اک بات لچر سی زبان دکنی تھی</p>	
<p>حسرتِ دل سو طرف سے اسکی دامن گیسے آہ ہر منظرِ بوم کی میری سی بے تاثیر ہے گھر کہاں او کس جگہ پر او کو بلاتے ہے لیک اک جھلکی میں ہم تو آپ ہی جاتے ہے آپ تو خاطر میں جو آیا سو فرماتے رہے بیرہنہ سلجا جقدر ہم او کو سلجاتے ہے</p>	<p>مردن دشواریں یہ جان بے تقصیر ہے ڈرستم کرنے سے او ظالم یہ کچھ لازم نہیں خوب ہی عاشق کو اپنے تم تو بکاتے ہے ہاتھ پہیلانے تو بشل برق طنے کو ترے شیخِ نجی گرام ہو سین ہی کردن کچھ التماس گم ہوا سرِ رشتہ ایسا کام کا اپنے کہ آہ</p>
<p>جیون کیساتر لہو پوانہ بن ہے</p>	<p>یہ صحر ہے ہلا دیکھیں تو بارے</p>
<p>۱۵ جھک اور جھکی کے محل پر آگے جھکی بولتے تھے ۱۱</p>	

جوبے لطف سخن کوئی دہن ہے	وہ گویا زخم ہے جہرہ کے ادب
کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گزر گئے بچ و لعبہ ہی تہنہ تو دیکھا جد ہر گئے اسے ہم زبان پیش قدم تم کد ہر گئے	دلہ گوہم سے تم لے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے کہتے ہیں خوش ملی ہے جہان میں یہ سب غلط ہر کا بہر دن ہوں بریاں میں اکیلا ہر ایک ست
پا مال ہوئی سری جوانی تیرا ستم اپنی جان نشان	دلہ جون طفل سرخاک ارغوانی دو چیسہ زہین یا دگار دور ان
<p>قائم نہ دوا سے داغ دل کر کیا جانے ہے کسی یہ نشان</p>	
فلک و دن سے جگر کے زردبان کی ہے برق پر اپنے آشیان کی اللہ سے خود بے نشان کی	آمد میں میں اشک ناتوان کی بیل کی مر سے صیف جہان سوز کس کس صورت سے بلوہ کر ہے
مرد فون کسی کشتہ کی میان تشنہ لبی ہے دل لچکے مدت ہوئی اب جان طلبی ہے نہ جام بلورین ہے نہ شیشہ جلیبی ہے گو آپ سفارش کرے اللہ کیسی معلوم ہو کس طرح تجھے چاہ کیسی اسیری کا جگر برداغ بس ہے	دلہ کو چہ میں تر سے گر یہ چلا آئے ہے شاید کیا پوچھتے ہو سو جب آذر دگی یار ہے مفت یہ صحبت کہ کوئی دم میں یہ ساقی دلہ سنا ہی نہیں وہ بیت گراہ کیسی نے نالہ میں تاثیر ہے نے آہ میں بیان دلہ کے گلگشت گلشن کی ہوس ہے
<p>۱۵ عطف کے ساتھ جتنی چیزیں جمع ہو جائیں اور سب کا فعل مفرد لانا محاورہ ہے ۱۲ ۱۵ صنعت کی زبان چہرہ زک ہے ۱۲ ۱۵ یعنی دل لے رہا ہوئی لے چکے ہر ان نظیر کے لئے نہیں ہے ۱۲</p>	

جنون کے ہاتھ سے گونا گونا ہوں	گر بیان تک تو میرا دسترس ہے
بغیر از آہ و افغان کون قائم مرا اس غمکہ میں ہم نفس ہے	
غصہ دلیل کو تہی عم ہے کہ دیکھ شہر طلب ہے شیخ تو بی اور پلا شراب ست کہہ کہ رات اوس سے وعدہ ٹھہر چکا ہے کہتے ہو دل ادھر دے تم کیا رو گے دلو	رشتہ ہو منہ آپ ہی میں بیچ تاج ہے مشہور تر ہے بیرنگان آفتاب ہے ایسے تو وہ ہزاروں اقرار کر چکا ہے وہ ہی ہے جو نظر سے آگے گزر چکا ہے
ست جا شمار دم پر قائم کے نو کہ پیارے خستہ فی الحقیقت مد سے مر چکا ہے	
کیا جانے ہم کہاں ہیں اور دین دل کدھر ہے صد ہوں ہو بیان تیش کے اب بال ہونہ پر آرام سے کوئی دم کٹ جاے گر جان میں اس کب سے اگرچہ چون سوچ جاے ہے تو گم کر تو آپ کو بیان کر چاہتا ہے کچھ ہو نابلہ جس کا لیلی ہے آج گریہ آور وہ دن آگے کہ لو ہو آتا تھا چشم تر سے غافل قدم کو اپنے رکھو سنہال کر بیان ہم چشمی غیری ہم کب کر سکین کہ اوس پر	عالم میں تفرقہ کے کسی کسے خبر اے شوق پریشانی کہہ تیری کیا خبر ہم عمر صد خضر کے اک فرصت شر ہے پر ساتھ ہے وہ تیرے جید ہر تجھے خبر قطرہ جو غوب ڈوبا اس بحر میں گھر مجنون کی حسرت کا شاید یہ نوہر ہے اب نعت دل ہے کوئی یا بارہ بکر ہے ہر سنگ رہ گزر کا دوکان شیشہ گر ہے اتنا تو ہے کہ گاہ ہے وزویدہ اک نظر ہے
۱۵ رات بیکریا کا آہ نہیں بولتے ۱۶ ۱۵ کو ہر مڑو کے ۱۲	

	جون نخل شمع قائم بیان دہ نال ہونین جز آہ و اشک جب کو نے برگ سے نہ بر ہے	
جس طرف سے تو میری جان پلاک مار چلے	باب بیٹے ہوں جو دو شخص تو تلو ار چلے	
	قائم آ رخت سفر باندہ کہ بیان سے اپنا جی تو جانے کو نہ چاہے تہا پہ ناچار چلے	
شکوہ اغیار سے نیار کی بیزاری سے ہر قدم کو سے بتان کار گہ مینا ہے	جو ہوا ہم پہ سوا اس دل کی گرفتاری سے دیکھو بچکے سبنا لے ہوئے ہیشاری سے	
	ہا سے قائم نہ تری آنکھ پہ سچی را کہن ابر روتا ہے سدا خوب یہ کاری سے	
<p>ق کب نالہ بلا سے جان نہیں ہے</p> <p>ہے کون آدم کہ تازہ زخم</p> <p>کس دن تہ دل برنگ آخگر</p> <p>کب رات ہوئی کہ چشم تر سے</p> <p>سب کچھ ہے جو چاہیئے مگر صبر</p> <p>بس تا یکجا اوٹھائیں یہ غم</p> <p>کتاہیں نہیں کہ ظلم ہے بد ڈ</p> <p>وہیسی ہی آہ دو ہی نالا ہے</p> <p>اے تپش ایک دور روز ادبھی صبر</p> <p>دل ہے یارب کہ چشمہ خون ہے</p>	<p>ق کب آفت دل فغان نہیں ہے</p> <p>سر جوش لب دہان نہیں ہے</p> <p>صد آتش غم نہان نہیں ہے</p> <p>خو تباہ دل روان نہیں ہے</p> <p>اک جھس ہے وہ کہ بیان نہیں ہے</p> <p>کیا ہم ہیں تو ہم میں جان نہیں ہے</p> <p>پر خوب تو مہربان نہیں ہے</p> <p>اب ہی بیان فضل حق تعالیٰ ہے</p> <p>زخم دل کا ہنوز آلا ہے</p> <p>چشم ہے یا لہو کا نالا ہے</p>	

<p>آج گویا نو بیچ چسالا ہے بات جیت تک کہ جان پر آئی</p>	<p>کل ہے یہ بھی کہ ہاتھ میں ہو گھر بل بے جرات میں راہِ دل نہ کما</p>
<p>گسل گیا آپ ہی آپ کچھ قسائم کیا بلا اس جوان پر آئی پڑ</p>	
<p>ہمیشہ آبرو شے شمشیر ہی جو ہر سے پڑھین ہے پہ نہ کو پیر کر کتا ہے چکے سے لکڑی ہے حرمِ قدس میں لاکھوں ملائکہ محو امین ہے نجانے ہاتھ تیرا خون سے کس بکیر کے رنگین ہے کہ نہ یہ زمین ہو وہاں نہ یہ آسمان ہو دے پہ نہ اس قدر کہ جی کا کسی کے زیاں ہو دے نہ خدا کرے کو سے کوئی بد گمان ہو دے</p>	<p>نہ اسے تیر مجھ پر ایک تو ہی برسر کین ہے کرے ہی منہ مجھ کو کو سننے سو اپنے غاہ میں ڈراؤ نہ تنہا گن سے تو کہ ہنگام دعا و ن کے یشو خنی رنگ کی پیارے کمان پائی ہو مندی کوئی اپنی خاطر ایسا کہیں اک مکان ہو دے رہ دور ہم ناز پیار سے ہے قدیم طور خوبان میں تمام رات تجھ میں در غیب رہ سحر کی</p>
<p>نہ خفا ہو مجھ سے قائم کہ رہا ہے اُس سو بخش جو کوئی کہ ایک دو دم کا کہیں مہمان ہو دے</p>	
<p>چرچے یہی رہیں گے اور ہمارے ہم نہ ہونگے</p>	<p>کیا کیا عدم میں ہم پر ظلم و ستم نہ ہونگے</p>
<p>مفت نظر ہے قائم سیر و جود و رنہ آئے نہیں عدم سے یا پھر عدم نہ ہونگے</p>	
<p>یہ اتلا ہے ہر جی طرح کا خدا نہ کرے</p>	<p>خدا کسی سے کسی دل کو آقا نہ کرے</p>
<p>۱۵ سے کی بجائے کہا ہے ۱۲ ۱۱ کثرت کے لئے جو عدد بولے جاتے ہیں ان کا فصل ہر فلانا محاورہ میں جاری ہے ۱۵ مصرع مشہور اس طرح سے ہے ۵ ویا کے جوڑ سے ہیں ہر گز وہ کہ نہ ہونگے ۱۲</p>	

ہم اپنے وعدہ کے دن بہر چلے اُٹھیں ظالم ہزارِ خل سے سمجھاؤ نہیں تجھے اے دل	تو گودِ فکر سے وعدہ کیا اپنے پانہ کرے پراسکو کیا کر دین ظالم جو تو کہا نہ کرے
بتوں کی دیکو جساتا ہوں دیر میں قائم مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نہ کرے	
تافرہ دل سے پر اُت اشک کا نم پہنچا ہے دیکر دل جانتے کیہ ہر ہے پیہ ستے ہیں بے سبب تو نہیں احوال یہ دل کا پیارے سالک ادس داوی پر خوف کا ہونین کہ کوئی	جشہم بدو رعب شغل ہم پہنچا ہے ہیان سے جو قافلہ بھولا حوسم پہنچا ہے تو ہی تو پوچھ کہ کیا اس پہ سلم پہنچا ہے آکے جس راہ میں مقصود کو کم پہنچا ہے
یہ کب اعجاز تھے موسیٰ کے عصا میں قائم جن مراتب کو ترا آج سلم پہنچا ہے	
روش سے جرج کے یمن نہو کہ ایک جہان دس طرف وہ نگاہ لڑتی ہے	اس آسیانے انہیں کروٹوں میں بیسا ہے دلہ کہہوا یہ حیر ہی آن پڑتی ہے
قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر دیکھیں کس کس سے اب بگڑتی ہے	
ہمت ہو مری نہ کسی متر بڑھ بلند یرمان جا ہیے ہے زینتِ ظاہر کسے کہ جو اپنے کئے سے آپ تو نادام نہو کسین بچے زمانہ جہانک سے ہم سے یا نہ ہرے	کیا جانے کس مقام کی تھی آرزو مجھے عریان تہی میں مثل گسار آرزو مجھے اتنا ہی مت بنگ کر اسے تہ بند خو مجھے کو کے پہر نے نہ پہر نے سے کیا خدانہ بہرے
۱۵ یعنی ستر گز ہے	

ہم اور ہواے چمن جب تلک ہوا نہ پھرے	خزان میں ہوا مروت سے چوڑا ناگاشن
یقین ہے گور پہ آئینے اب تری قائم	جو جیتے جی کہو بالین پر بھی آنہ چھکے
نہجت دیتا نہیں جس کو یہ ہنس دیتا ہے داد روئے کی مراد یہ کہ تردیتا ہے نگ مارے ہے جو اسکو وہ نثر دیتا ہے	کا ہے گور کھیس زمانہ سے تمتع کی امید گروہ ابر ہی اک جیسے پیارے لیکن باور نخل سے سیکھے کوئی اسکا طہریق
نقد ہستی کو برکھسا نین قائم آسان	وہی سمجھے ہے خدا جسکو نظر دیتا ہے
جب تما تو بہلا کیا تھا اور اب نین تو کیا ہو پر خوب جو دیکھا تو کچھ آپ ہی میں غوغا ہے	نیست و ہست ایدل سب ہم ہی تیرا ہے سُن شور میں عالم کا بیان موندے بھی کان
پراشا ہی تو نا کارا نہیں ہے	مراجی گونستے پیارا نہیں ہے
نہ مرنے دیتے ہم قائم کو لیکن خداوندی سے کچھ چار نہیں ہے	
یون تری بندہ تو از ہی جو کبھی یاد کرے کام ہی چل چل ہو بات ہی سب بول گئی	کیا دل غمزہ ہو گا تو جسے شاد کرے دیکھتے غم کے مری اوس سو نگاہ لڑ گئی
کون ہے قائم اس جگہ جسکو نہیں کسی سربل میرے ہی چاہ کی فقط شہر میں دہوم پڑ گئی	
بہلا یہ بھی دیکھو نہ خدا کیا کرے	میں جاتا ہوں کعبہ کو اب دیر سے
۱۲	۱۵ موندنا مروت کے

پہرا ملے تو نہ سوچو یہ کہ وہ خواہ ہیں گے لاکھ مشکوہ لبوں میں گرہ	پہرے نہ ملے تو نہ سوچو یہ کہ وہ خواہ ہیں گے لاکھ مشکوہ لبوں میں گرہ
رکے تھما صبر کا وعدہ تم آج اشاروں سے نہ شیخ منکر ہو کہ دیدہ و درخشین جو مرد کھلی گھر کی نہ جب ناخن صدف کے گرہ	رکے تھما صبر کا وعدہ تم آج اشاروں سے نہ شیخ منکر ہو کہ دیدہ و درخشین جو مرد کھلی گھر کی نہ جب ناخن صدف کے گرہ
وہ چشم آبلہ ہوئی ہی خوش ہے قائم کہ جس کے گرد نہ شرکان اوگے ہوں تاروں سے	وہ چشم آبلہ ہوئی ہی خوش ہے قائم کہ جس کے گرد نہ شرکان اوگے ہوں تاروں سے
کینین امتحان ہو تو جنجال ہے ادھما ر دند ڈالے دو عالم کے دل کشکتا ہے پہلو میں یون نہ نشین	کینین امتحان ہو تو جنجال ہے ادھما ر دند ڈالے دو عالم کے دل کشکتا ہے پہلو میں یون نہ نشین
نہ کہا اوسکی باتوں پہ قائم فریب یہ بوسہ کا وعدہ نہیں ٹال ہے	نہ کہا اوسکی باتوں پہ قائم فریب یہ بوسہ کا وعدہ نہیں ٹال ہے
کثرت اگر ہی ہے گلی میں تری تو شوخ اے کریم کہ کیا میں رہ درگلوں ہو اک حرفت ہوئے کی کوئی کہ سو کیا بوسہ کی اگر طلب ہے خفا ہو تو کیا ہوا خیال ہو کہ کیا کر ہیاہ دل لئے کہ آہ ہو ہو	کثرت اگر ہی ہے گلی میں تری تو شوخ اے کریم کہ کیا میں رہ درگلوں ہو اک حرفت ہوئے کی کوئی کہ سو کیا بوسہ کی اگر طلب ہے خفا ہو تو کیا ہوا خیال ہو کہ کیا کر ہیاہ دل لئے کہ آہ ہو ہو
۱۵ یہ مصرعے آگے محاورہ میں تہا اب ترک ہے ۱۶	۱۵ یہ مصرعے آگے محاورہ میں تہا اب ترک ہے ۱۶

اے دل شکنی سب بلح ہے بیان شیخ	خبر نہیں تجھے رندوں کے دین و مذہب کی
سوال بوسہ جو قائم کیا میں شب تو کما کہ کیجھے چہر ٹرکین اور جا کے اس مذہب کی	
مصرع آہ جو سر کہنچے ہر سوموڑوں ہے جب سے دیکھوں ہونیں یکا سہ ہونیں ماڑوں ہے ٹنک چپک جائیگی خرگان تو یہ ہر چوچوں ہے در نہ جودل ہے تعدی سے تری پر خون ہے	اے کچھ آج تراوندہ نیا مضمون ہے ان سے جرج کے یغما کی توقع ہے غلط لیہ اسے چشم غم اشک بنہالے ہی رکھ ست کینہ فلک پر ہے بہلاویکے لئے
جی کو کچھ مانے ہی بنتی ہے نجانے قائم ہر سخن نہ کا ترے سحر یا فسون ہے	
لے تو دل کہوں کے جو تھکنا دیتا ہے اگر نہیں دینے کو کچھ پاس دعا دیتا ہے	نادی و عیش وہ یا رنج و عدا دیتا ہے کہ دینا ہے بہر حال وہ بہتر کہ گداؤ
کیون نہ دشنام پس از بوسہ خوش آئے قائم چڑ پڑا لب رٹھائی کے مزا دیتا ہے	
میدان سینہ پیشکش ترکنا ز ہے روزہ و بال جان ہے سدا یا نماز ہے جتنا بدن ہے آتش غم سے گداز ہے یہ پست قدر ریش نہایت دراز ہے	اشوخی نگاہ تری گرم ناز ہے ڈ خام ہے کیا کہ شیخ سے کوئی ملے کہ دہان یوں موم تفتہ کس کو بنہالے ہے تو کہ بیان رشتا ہونیں کہ شیخ اولجہ کر گرے نہ کینین
قائم کرے ہے کس سے تو اظہار و رد و دل	
۱۵ یعنی چٹ پٹا ۱۶ ۱۷ کہیں کو کینین باندھا ہے اب یہ متروک ہے ۱۲	

	لے بے شعور کچھ بھی تجھے امتیاز ہے	
<p>دل کو جو لہا لے ہے وہ کچھ اور ہے شوخی یہ نہیں تھی آفیسے غصہ ہے یعنی ہے جگہ جو کے لینے کی تو ہے قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے بولاکہ ترے فہم سے یہ بات عجب ہے</p>		<p>نے تازہ عشوہ ہے نہ قطع نہ چوب ہے یہ شوخی و تازا اور کسی شوخ میں کب ہے آئینہ کو تک چوم کہ ہو صاف یہ عقدہ رات اوس سے کمالیں ترے کو چہرین ببارق کیا ہو جو تک اک سٹنے تو احوال کو اد کے</p>
	<p>ہو ایک تماکش تو کوئی داد دے۔ بیان تو لے صبح سے ناشا مہی شور و شب ہے</p>	
<p>یہ نیا چاؤ محبت کا میں دیکھا ہے موج سے آب خضر چین مجھ میں دیکھا ہے</p>		<p>جب میں دیکھا ہی تو اس لکھو غین دیکھا ہی کو سگند رکی ہی بہت کہ پیرا تہ ناگر</p>
	<p>اک شناسائی ہمیں ہی تھی طریک قائم لیکن ایسی کہ جسے کئے کمین دیکھا ہے</p>	
<p>جی ہی ہو نہیں چاہے تہا کرامات کی تو نے اب کس سے مرجان ملاقات کی تو نے دشوار تھی مجھ پر سوسادات کی تو نے</p>		<p>زاہد و سجد یہ خرابات کی تو نے ایہ ہر تو میں نالان ہوں ابد ہر غیر نجا نے اللہ سے محبت تری تعلیم کہ جو بات</p>
	<p>قائم رہ پڑ خوف سے اور دوری منزل کب پہنچے گا ظالم جو بین رات کی تو نے</p>	
<p>جو کچھ تجھ کو ساتی دے سو واہ دا ہے</p>		<p>نکر تفرقہ صاف دور و جہان میں بڑ</p>
<p>۱۵ پیارے میں ہی اب ملفوظا نہیں ۱۲ ۱۵ کو ہندی ترکیب میں لانا متر و کسر ۱۲</p>		

مجھے آفرین اور تجھے مرچا ہے	نہ میں عشق چوڑا نہ تین جو ریارسے
<p>وہ جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے</p> <p>وہ میں ساری عمر سے وقت ہوں یہ اندوہ کا گھر ہے</p> <p>وہ کہ مر چکا ہے او کی جس کیسے ہاتھ میں زر ہے</p> <p>وہ خدا جانے کہ یہ کیا بولے وہ ملتا کیا سمجھے</p> <p>وہ گئے ملتا ہے ہاتھ نکلے تین گہر کو دھتا ہی</p> <p>وہ کہ دیکھو کہہ باکو جس جگہ تنکے ہی چٹنا ہے</p> <p>وہ اللہ سے وہم ایک بکے برس لالہ ناز کی</p> <p>انزون ہے عمر خضر سے فرصت شرار کی</p> <p>یکسان کروڑ میں ہمارے مزار کی پڑ</p> <p>طاقت ہو جس کیسے تیرے انظار کی</p> <p>آمد سنی نہیں ہے ترے گلخدا کی</p>	<p>افغان واکہ کشتہ بیدار کیا کرے</p> <p>عبت شاوی یو میں لینے کا دل کو تصد کرتی ہو</p> <p>ہو اسے قدر سے غنچہ کے دل پر صاف عقدہ</p> <p>مرا پیغام بر طرزا داسے راز کیا سمجھے</p> <p>سہارے سوز دل کو شمع کا شعلہ جوستا ہے</p> <p>صفائے حسن نے تیرے کیا دیو اتیہ او سکو</p> <p>کس دل پہ داغ غم نے نہ ترے بہار کی</p> <p>مکروہ اگر یہی ہیں جہان کے تو لاکھ بار</p> <p>شاید وہ بھول کر کبھی بیان ہی رکھے قدم</p> <p>وعدہ یہ کل کے آنے کا اوس سخت جان کو کر</p> <p>قائم صبا سے اہل چین نے اگر کہیں</p>
<p>غنچہ نے کسکے بوسہ کو یہ لب کئے ہیں جمع</p> <p>گل کیون بنا ہے باغ میں صورت کنار کی</p>	
<p>گر ہم سے بعیتہ راز زمین کے تلے گئے</p> <p>روڈن میں ایک خلق کے بیان ہم ملے گئے</p>	<p>فرت نزلزلہ کے تین دینگے ایک دم</p> <p>اوس سبزہ کی طرح سے کہ ہو ہر گداز پر</p>
<p>قائم شباب ہی میں مناسب تھا شور عشق</p> <p>جانے دے آب یہ کام کہ وہ دلو لے گئے</p>	
<p>۱۲ روزہ نے سے اسم روڈن بنایا سہلت روڈن آب بھی بولتے ہیں</p>	

ہے وہ تجھ مین واسطے جسکے تو اس غماری میں قصر شاہ و کلبہ درویش مین راحت کہاں	پر خدا جانے کہ تو کسکی طلبگاری میں ہے یہ مزا اپنی ہی ٹوٹی چار دیواری میں ہے
لے سکے قائم سے جو کچھ لے چکے نادان فتیلا وہ مسافر آج کل چلنے کی تیاری میں ہے	
تو اپنے سے دل کی خونہ سمجھے سو حوت ہین خامشی مین لیکن سمجھو گے ہمارے بعد ہم کو	یہ بگڑے تو پھر کہو نہ سمجھے اس بات کو ہرزہ گو نہ سمجھے پر حیف کہ رو برد نہ سمجھے
سمجھا رہے ہم تو تجھ کو قائم پر کیجیے کیا جو تو نہ سمجھے	
حال دل صبح و شام کیا کیئے غم کی چٹیک نہو جس دل میں کی تھی جون یوں کے جس سورات سیر کر دیا اک جہان تہ و بالا میری اب تک پھر ہے آنکھوں میں آپہی چلے کہ آگے قاصد کے	ایک قصہء مدام کیا کیئے سنگ اد سے یا رخام کیا کیئے اب پھر آئی وہ شام کیا کیئے عشق کی دہوم دہام کیا کیئے ہاے سے وہ خسار کیا کیئے یا رکھا ہے پیام کیا کیئے
ہے جو دم مفلس کے بھی پر نزع ہو دشوار ہے دلہ اس تب و تیرہ مین اسے خوشی دکا تو نہیں گر بھی ناسازی دین ہے تو اک دن شیخ نبی	ہر نفس ہے داراؤں کو جو کوئی نادار ہے گردش دوران مین دیکھا جسکو مین تیار ہے پہر وہی ہم مین وہی بستے وہی زنا رہے
۱۵ یعنی سمجھاتے ہے ۱۲ ۱۵ یعنی جون توں کر کے ۱۲	

اس تجا بل پرین عزتا ہون کہ سب کچھ جان بوجھ
ہر کسی سے پوچھتے ہو تم یہ کیسا بیمار ہے
شیخ جی مانا میں اس کو تم فرشتہ ہو تو بھولہ

جانئے قائم کہہ آگے کیا نیاست ہو گا تو
اس بڑا بچے پر تو تیس سر میں انشا طور ہے

دل مراد نیکہ و نیکہ جلتا ہے پڑ
ہنشین ذکر یاد کر کہ کچھ آج
شمع کا کس پہ دل گہکتا ہے
اس حکایت سے جی مہلتا ہے
دل مژدہ تک پہنچ چکا جو انشک
آب سمہالے سے لب سمہلتا ہے

آج قائم کے شعر ہم نے سنے
ہاں اک انداز تو نکلتا ہے

شیخ جی آیا نہ مسجد میں وہ کاف رو نہ ہم
روئے اس ٹھکدہ میں آج کس کو کہ بیان
پوچھتے تم سے کہ آج وہ پارسائی کیا ہوئی
دیکھتے نظر دیکھا اپنے اک خدائی کیا ہوئی

گو کسی حالت میں ہو قائم میں سمجھون بہن تجھے
سب تو تو وہی پتہ سری کبریائی کیا ہوئی

جون موج مرا قافلہ غافل ہے سفر
سہ کینچے اگر عرش تک تو بھی بچا ہے
کیا جانے کہاں جا گیا آیا ہے کہ ہر سے
شرمندہ نہیں آہ مری روی اثر سے

مانند نگین چاہے اگر نام کو قائم
باہر نہ قدم رکھو مرجان تو گھر

قصائد کا انتخاب

ہے اس حدیقہ میں جون خجہ اوکی زیت بکام
 ہے ساتھ عیش کے زیر سپہ کلفت غم
 ڈراہ اہل کدورت سے تو کہ برقی بلا
 نہ جل کے خاک ہو کیونکر اس غائے دل
 میں ہوں وہ دائۂ آتش رسیدہ ہو کے جسے
 خدا ہی جانے کہ کیا اس وجود سے تھی مراد
 جو ناتمامی خلقت بھی ہے اپنی کہ ہے
 گنہ کئے ہن میں جتنے سوہن حساب بیش
 زینت شمع کہ گرہ نہ اوس سے چشم کرم
 میں قصر قد رکی اسکے کہوں سو کیا رفعت
 ہے جی میں دمان میں یہ مطلع ڈیون حضور کرچ
 ہے اس طریق پر تجھ سے جہانکار بطور نظام
 خدا نکر وہ جو تیری نگاہ خشم کے ساتھ
 ہونا میں جیسے دیوان دم میں ہوتی ہے ناجیز
 کرے نہ عدل ترا اگر بخاطر ظلم فرد
 قریب سے کہ ہو پردون میں آسمان کے درم

کہ تنگ آئے چو شیشہ کی شستل ہو بکام
 کہ متصل ہو شفق سے ہوشیہ ظلمہ شام
 زیانہ زن ہے سدا مثل شعلہ زیر غمام
 ہو عشق شعلہ طبیعت جہان مارہام
 نخل ہے آپ کشا و رز گردش یایام
 کہ ہے نہ کف کے لائق نہ قابل سلام
 تو بعد مرگ بھی شاید کہ ہو جیسے نہ تمام
 ڈرے ہے دل کہ ہو روز حساب کیا انجام
 تو اک جہان تہ کار کا تباہ ہو کام
 کہ پہلی سیڑھی ہے جسکی نہ آسمان کا یہ بام
 جہان نعیم و عالم میں کنسیر نظام
 ہو ساتھ شخص کے سایہ کو جھڑ سے قیام
 پڑے معاملہ گردون کو توہر کے ہنگام
 ہوں اسطرح مشکاشی سپہر کے اجرام
 کہے نہ خلق ترا کہ جب انکا تازہ مقام
 یقین ہے کہ خاک کو ہو ضبط یا سلام

بن ترے رخس کی جلدی کو کیا کر دین تحریر
 بہارِ قدر ہے او کی جو خلعہ تنگ کہنے
 بسانِ شعلہ ہے تحریکِ باد سے مضطر
 ہے وہ رونہ کہ صحرائے آتش کو کہ شگاف
 لہلاؤ فقرہ ترے دستِ جود کے آگے
 ہی سبب ہے کہ روپے کا رنگ رو بہ مفید
 نہا ہے شہد سے غیرینِ کلامِ منہ کامرے
 مانِ فلک نے لیا استمانِ قلم کامرے
 لبِ اسطرح میں لکے بیانِ رباعیاتِ غزل
 اس تفاخرِ بجا سے مجھ کو کیا حاصل
 کہ ہوں ماہِ رکبے مجھ کو تیرے پائے کسوت
 وی وہ صبح کب ایسی کہ مثلِ غنچہ میں دل
 سبِ سیاہ میں زہرِ برقِ شگستہ باد یہ تند
 ایسے وقت میں تو ہی نہ دستگیر ہو تو
 لہی جب تئیں یا ہر فقیہ و دانشمند
 کہ دے دین پہ پڑھو کسے حرامِ ساعِ عیش

کہ جکی سیہ عاجز ہے سرِ سرتِ اودام
 یہ تنگ رتبہ ہے او کا جو کئے برقِ خرام
 بزنگِ باد ہے اپنے میں آپ بے آرام
 ہے یہ دوندہ کہ گردِ نورد و عرشِ خرام
 زب کہ آپ کو پاتے ہیں ہوتا قاتم
 ہی جہت ہے کہ سوئے کا زرد ہے اندام
 ہمیں لطفِ عذوبتِ کلامی خدام
 کہ میں دیا نہ عطیہ ارد کو دس جگہ ابرام
 کہ تر ہوئے نہ خجالت سے سعدی و خیام
 جو دشمنی میں ہے میری چپنجِ نافرِ جام
 دگر ہوں مہر کرے مجھ کو تنگِ زیرِ غلام
 بہرِ آنہ خون سے مانندِ شیشہ حجام
 ہے آگے قلم و پیچھے تنگِ سخنِ آشام
 امید کس سے رکے یاوری کی بہرِ غلام
 اسے حلالِ بتا دین او سے کہیں کہ حرام
 حلالِ حجامِ طبیبِ ہر ہوا لیون پہ مدام

ولہ

ن کیا کیا تاتا ترا سے سپہرِ گرفتار
 کہ میانِ تنگ تو ہوا یہ کسے در پے آزار

<p>جو چند کس تھے موافق میری طبیعت کے اگرچہ ہاتھ سے تیرے ہر ایک نالان تھا بہ طریق مرادقت خوش گزرتا تھا لے آیا وان سے مجھے اب تو اس مصیبت میں خوشادہ عدم میں رہتا ہوں یاد میں جسکی یہ کب رہا ہے کہ ہر دم کردن میں دادیلا غلط کہا میں یہ کیا حرف تھا معاذ اللہ ہے چرخ کون کہ جس سے طلب کرے امداد</p>	<p>بہر خط مجھے کہتے تھے اون میں لیل و نہار پھر دروول کا تو کرتے تھے یکہ نظر بدلے بڑے سے زمانہ کے کچھ نہ تاسروکار کیا نہ مونس و ہدم نہ یار نے غنچہ ار نہ ہے وہ وقت کہ جسکا ہے در میان نکار یہ کیا سبلا ہے کہ آنکھیں مری رہیں خونبار کمان کی بات میں کی کس مقام پر اٹھار وہ شخص - ہووے جو مداح جیسے درکار</p>
--	--

ولہ

<p>جنگ گردون نہوی آج ہی اسلحہ پذیر ہو سکے مجھے بھی جو کچھ سو کردن میں مقصود کب تلک قید میں غم کے میں رہوں آٹھ پہر روز میرا کرے صنم رنشا طافاق امتحان پہلے کرے کاٹ کا اوسکی مجھ پر کیا بلا لئی کہ صورت نہیں بند تہی تسکین روضہ ہر کیجیے اک آفت نودست بحیب گریہی شکل ہے اس دل کی تو کب تک صیر عہد میں جسکے گدا نعمت شاہی سے نفور</p>	<p>ہاں کہ ہر نالہ کا نیزہ ہے کمان آہ کا تیسر آخر ان نے تو نہ کی کام میں اپنے تقصیر تاکجا دام قفس میں ہوں فلاک کے اسیر تیرہ بجتی سے رہوں تنگ میں جون وقت خیر قتل پر جسکے کرے تیرہ ظالم شمشیر کیا ہوا آہ کہ آرام نہیں شکل پر زیر جھڑن جائیے اک تازہ بلاد انگیر ایک دن میں و در دولت نواب وزیر دور میں جسکے بجان کثرت دولت سے فقیر</p>
--	---

۱۵ مصنف کی زبان پر لکرا ذکر ہے ۱۲ یعنی تسکین کی صورت نہیں بند تہی ۱۲

<p>اے امیر ابن امیر ابن امیر ابن امیر۔ حال اعدا کا نہ اک خوف سے ہو دے تغیر گر پڑے بھنڈے سے مہیج کے چٹ کر شمشیر غمزدہ کا نہ رخسار کی ہے حسین تماخیر ہونہو ہر سے اگر پاؤں میں اد کے زنجیر</p>	<p>جو کون حق میں ترے اوس سے ہوا گئے تری قدر وہ جوان تو ہے کہ لٹکارے جو میدان کے بیچ ڈال دے ڈو کے سپرد وہان فلک کندہ ستیز شوخی تیغ کا تیرے میں گردن ذکر سو کیا بے مدد ہاتھ کے چاہے وہ کہ اوڑھ کر لا گے</p>
<p>کرے تھی موجِ نفس ہر قدم لبو میں شناہ ہو جون گوارے لشکر کے حال کشتِ بناہ کرین تھی دل سے تراوش ہزار نالہ و آہ غلط کرے ناخضر اکثر اپنے گھر کی راہ بساں نقشِ قدم ہو جو باد کے سر راہ</p>	<p>سحر کہ پرورش کر یہ پر بختی دل کی نگاہ ہجوم غم سے یہ صورت تھی مزرعِ دل کی اگرچہ مہرِ خوشی لبوں پہ تھی ایسکین یہ تیرہ بختی سے میری جان تاتا یک مٹے ہی جائے تھی ہستی نفس کی جنبش سے</p>
<p>صلا بے عیش و طرب دے رہا تھا ہر مغنوم ہو سطحِ عرش پہ جیسے ملائکہ کا ہجوم کہ نہ نادل سے کہو میں کہ آہ طالعِ شوم رہا تو ایسی سعاد سے ایکے بھی محروم کما وہ حرت کہ جس سے یہ زہر ہو تو مغنوم ضرور کیا ہے کہ اس مرتبہ ہو تو مغنوم تو آستانہ دولت کو چاکے اد کے تو چوم</p>	<p>جان کو شادی تھی آنے سے عید قربان کے تھے طرکِ کعبہ کے اسطرح مائل اہلِ حجاز کہے تاجی سے میں گا ہے کہ اتنے قیمت بد جنہوں نے عزم کیا تھا حرم میں ہوینگے آج یہ قطع کر کے مری بات پیسہ و دانش نے ہر ایک چیز کا ہے اک بدل جہان کے بیچ جو سنگِ کعبہ کو حجاج نے دیا لبوس</p>

کہ جس کا عدل ہے جیسے جہان پر سایہ نکلن ترے ہی سایہ میں شاوانِ مرام اہل فنون	رہا نہ ایک زمانہ میں نام کو منطہ معلوم تری ہی ذائقے نازان ہمیشہ اہل علوم
گدا کے سر پہ ترے ابرو نے جبرم تو مثل شاخ کہ پیمان ہو خوشتر ز زمین	کیا شمار کرے کجا بوضع شکرت قدم ہوا نہیں ہے وہ گوہر کے گنج میں معلوم

ولہ

ہر لحظہ ہے پیدا و ہر اک وقت جفا ہے اسے شک فتابی لے خبر میری کہ یہ خاک	نہ شرم و مردست نہ بیان مہر و وفا ہے آتا ہے کوئی آہ کا جو کا تو ہو اسے
نازان ہے فلک اپنی تعدی پر میری داس جون اشک ملا جاے ہے دل خاک میں کچن	آجاے جو ایسے میں وہ ظالم تو مزا ہے کیا جانے کسی یہ نگاہوں سے گرا ہے
گردش سے نہ پامال ہوا چشم کی جو دل اسے مبدع سفاکی داسے کان جلاوت	سرد وہ تری جنبش مرگان کی کیا ہے اشابہی ستم عاشق بیکس پر روا ہے
قائم سے جو ان کو ترے کوچہ میں جو میں آج غش سے جو کبھی ہوش میں آتا ہے تو دوسر	دیکھا تو وہ مشرف بہلاکت ہو رہا ہے کھتا ہے جو کچھ سر پہ میرے ہو ہو بجا ہے
کچھ آپ وہ خواہان نہوا تہا مرے دل کا لیکن کہے اتنا کوئی ادس شوخ سے جا کر	صد منت و زاری سے میں دل او سکودیا ہے ہر اک پہ نہ کہ ظلم ترے حق میں بڑا ہے
ڈرتا ہوں کیونکہ نہ کرے حوصلہ تنگی وہ عدل مجھ پر کہ جہان لطف ہو اسکا	بیان داد رس خلق امیر الامر ہے پامالی سے وہاں سبزہ کو صد نشو و نما ہے
ہو عکسِ ذریعہ طبع میں ادس کے لفظ یعنی گزشتہ ۱۲ (ہو رہا) کا دوا وزن سے گلاتا جمل کے شعرا کے محاورہ میں نہیں ۱۲	وہ راز جو نظرون سے فدا طون کے چہا ہے

ولہ		
ولہ	<p>ابرنے فیض کے تیسرے نہ کیا ہو سیراب ہوں ترے سایہ میں اب مودا انواع عذاب یہی اب سفت ہو حاصل ہوا اگر صاف جواب</p>	<p>جون صدمت کون وہ لب تشنہ ہے ایسا کہ جسے بان مگر ایک میں محرومی طالع سے فقط کام کا آگے تو رکنا تھا میں خدشت میں ہوا</p>
ولہ		
ولہ	<p>تری ہی درستی ہو کیوں نہ کار خلق درست نہیں زمانہ کا احوال کچھ بوضع نخست نہ ہیں زمین کے اجزائے زمین محکم و جہت کمال طبع خداوند کچھ رہی ہے شست سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست</p>	<p>خدا کیا ناتو ہے جہان میں اصل وجود میں کل جو خواہے چو نکا تو دیکھا کیا ہون نہ ہیں تو اسے فلک اپنے طور پر مربوط اسی خیال میں تھا میں کہ یہ کسی نے کہا سو جی کر کے کہ تو بیتا رہے بہت محدود</p>
ولہ		
ولہ	<p>کہ بیان نہیں ہے سکہینہ دو باغ جدال رکھا ہے سہل میں جو تمازا ج پر اشکال نہیں ہے روکشی نیک بد سے دل بظلال سر آمد آپ کو ہر فن کا بوجہ کہ بنیال کہ او سکے بڑے میں اپنا ہوتا کہ عرخل کمان لسان سایہ پڑے ہیں عبت مرے و شبال</p>	<p>کہو عدد سے مرے اب ہے وہ فناغ بال کیا ہے سچ میں جو ناگوار تحسادل پر زبس ہوں مجھ کو فاضل شال اکینہ اب سب سے یہ کہ جو ناخدا اب ہیں ہند کے بیچ ہے کون جب نہیں کرتے نسبت نقصان علی الخصوص رہ در رسم پردی سے ہو گم</p>
<p>۱۵ فلاح کے میں کو ساکن کرو یا ہر فارسی میں ایسا بہت ہے ۱۲ ۱۵ سے کھل پستی آگے بولتے تھے ۱۱</p> <p>۱۵ سچ اب ترک ہونا چاہتا ہے ۱۲ ۱۵ یعنی مجھ کو راہ بوجھنے کا لفظ پہیلی کے لئے خاص ہے ۱۲</p>		

ہر ایک جاہلین ہوا گودہ غائبانہ مرے	کہ رو برو نہیں دم مارنے کی جگہ محال
ولہ	ولہ
<p>نت ترے ام پر رکے ہے نظر کیون نہ کیے تجھے شجاعت جنگ لکھے تیری ثنا تو چون رگ گل تجھ سا روشن گہر نہیں دیکھا تا کہ عالم سے سداستے تری باغ میں بید کا پتا ہے سدا کہ مبادا کوئی کرے دنگان ہو تیری مچ کا جہان خطبہ کون اس دیر میں ہے لالہ صفت ہاں مگر ایک میں کہ جائے رقیق رؤ کو رون کس طرف کہ عالم میں واسے اس وقت پر کہ فراق نہیں لیک یہ بھی ہر جاے شکر کہ آب یا آبی ہے جب تک باہم</p>	<p>ہے اگر بیان فضا و کر ہے قدر ہے شجاعت تری جہان میں سر ہو دے بالیدہ ہر خط سطر باز میں جب سے دیدہ آستہ ظلم کا بر طعن کیا ہے اثر خونی کپڑوں پہ گل کے کر کے نظر برگ سے لے رہا تھا یہ خنجر چاہیے عیش سے ہو دامن سر کہ ترکنا ہو ہاتھ میں ساغر قوت اپنا کیا ہے خون جگر حبطرت جاؤں ہے کسا ہنر خزیمہ عیسوی سے تاباں تر ہے تو اک قدر دان اہل ہنر نسبت خاص خاصہ وقتہ</p>
<p>۱۵۔ جان مصنف نے تاکہ کہا ہے اب اس محل پر جسے کہتے ہیں ۱۲ ۵۷ لے رہتا یعنی لے ہوئے تھا ۱۲ ۵۳ ایسے محل پر سے کی جگہ کا کہتے ہیں ۱۲ ۵۷ نوکر نے کی جگہ رخ کا آب معاورہ ہے ۱۲</p>	

مجموعہ سے بہتر ہزار اہل سخن	نست ترے در پہ ہون شاگستر
ولہ	ولہ
<p>نا ہے جب سے ناوک کا ترے ہم کترے ہیں بزم تیری میں ہر اک سو تری بخشش کے خطرہ سے ہمیشہ تجمل دیکھ کر گسر کا ترے کیون فکانے جاہ سے او سکی ہے لیکر واندر کا اکثر ہے ترا شہر کمین مرونگ کی دہ کار کا شور</p>	<p>تکے ہے منہ کو آرجن کے کٹر اہم بسان شمع اہل تخت و دیہم سفیر و زرد ہوتے ہیں زردیم دل اعدا ہونا لش سے دو نیم کیا ہے زیادہ سے مال چہیم ہے جس میں چار سو خوبان کی تعلیم کمین تن تن تنم تا دیم تا دیم</p>
ولہ	ولہ
<p>ہے نفع اپنی جنس سے زیر فلک محال سازی ہوا ئے فلک نیکیوان سے دیکھ صان بدر سے جی یہ روشن کہ اسنے بیان نا ہے خاص کر کے یہ مجھے وہ راہ درم بن کر سے نہ نالہ وہ معروض کس طرح</p>	<p>کہو لے گرہ نجوم کی کب ناخن ہلال ہے روئے گل پلچا پچہ با و صبا سے لال رکھا ہے اک قرار یہ دے کر کسے کمال ناگفتہ حب کو آئے ہے خاطر یہ فعال ہیلو میں جبکے بند تویہ رستم کی سبال</p>
<p>۴۱ منت متروک ہو گیا ہے منت نیا آئب ہی بولتے ہیں ۱۲ ۵۲ یعنی بزم میں تیری عین وغیرہ کو فاصلہ سے لانا انت نہایت ۵۲ ۱۲ بجتے ہیں ۱۲ ابی تک عوام زیادہ کا لفظ اسطرح بول جاتے ہیں صلیح مصنف نے نظم کر دیا جو کہ نظم خرمین ہی کا رکنا ضرر سمجھتے ہیں ۱۲ ۵۲ آبت نہ کوئی مرونگ جیتا ہوا نہ او سکی دھکار کو نظم کرتے ہیں ۱۲ ۵۵ لفظ نیکیو بے ترکیبائی ۷۱ آبت نہیں استعمال کرتے ۱۲ ۵۱ نیز کا بند ہیلو ہونا مراد ہے ۱۲</p>	

کچھ دخل ہے کہ ایک سرادھ سقدرد بال
 ہووے کسی طبع پر کہین جاکے ہرزہ مال
 جسکے لئے قبول ہو یہ تنگی سوال
 سن سن پراو کی بات کو ہی مین دیا ہو ٹال
 حیوان سے ہو جو پاس رکھا شربت زلال
 تو ہی یہ کہہ کہ ہو ہین کہین تجھے با کمال
 ہاتھوں سے لین ملا کہ نے پگڑیاں بہن مال
 گل سر پہ اک جہان کے اور خار پائ مال
 دایم نفیض داور داور بے ہمال

کچھ ربط ہے کہ ایک دل اور اس قدر ستم
 قائم نہیں وہ شخص کہ جون شاعران دون
 کتنی ہے یہ متاعِ نیر و مایہ جہان
 سو بار بھگو چرخ تو دیتا تھا سزد جاہ
 مریجاؤں گرین پیاس سے دیکھوں نہ اسطرح
 لیکن نہوں مین کیونکہ تری مرج کا حلیہ
 تو ہے کہ دیکھتے مین ترا ارتفاع قدر
 یارب ہو جب تملک کہ زمانہ کے باغ مین
 عزت تری ہو مایہ تنزلیں دشمنان

ولہ

طائر بہت کا تیسے جس جگہ ہے اشیاں
 از دوج امات خاک و آبا سے زمان
 کیا بلا آنجسم نہ جن پر حکم ہو تیسرے ارادان
 اس مین اولاد مین تو ہے فرق زمین و آسمان
 جسکے ہر ہر برج مین ہو وسعت کون و مکان
 اسکے بچو پہ کا کرتے طلسم نہ آسمان
 ابر مین خجلت سے اسکی برق ہوتی ہے نہان
 کیا کہوں مین زور بازو کی تر سے تاب تو ان

مرغ فکرت و دم دور اندیش کا پہنچے نہ دوان
 کم ہم پہنچا ہے تہہ سہا مین خلف جبے کہ ہو
 چیز کیا گردن جو خواہش پر تری ماری نہ چرخ
 رفعت گردن کو تیرے جاہ سے نسبت ہے کیا
 اللہ اللہ مخیم احوال کا تیسے سر شکوہ
 عرض و طول اسکا نہایت کم در گزرتہ آستر
 نیزہ باری بیج جب دیتا ہے تو نیزہ کو بیج
 کیا کہوں مین زور بھیا اسکے دشمن پر لپک

۱۲ تو ہے یعنی تو ایسا ہے

<p>باپ کی تہمت کہو تن سے کریمین یا دادا کا جود قبلہ کا ہا وقت آنے کے میں خدمت میں تری نے کچھ اسباب جہان سے ساتھ جڑوست تھی ہاں مگر لکھہ لون کچھ مارک ایسا تہمینی دوست ہے تو اس فن کا بھی یہ ماہر کہ وقت حوت گفت کیا میں زیرہ کو کروں ارسال کرمان کی طرف روبروتر سے سخن کا اپنے دینا شج و ببط ہے تو خوبی کا بھی میری ہر طرف بازار گرم</p>	<p>ہے کریم ابن کریم اقل سے تیسرا خاندان جی میں یہ سوچا کہ کیا لجاؤں یہاں سے اسخان نے متاع دہر سے کچھ پاس غیر از نیم جہان سودہ یہ خواری کہ تیری مدح کے لائق کمان لگا لگا ہے اہل سخن کی روبرو تیسرے زبان کیا میں بھیجوں تحفہ طوطی سو سے ہندوستان عرض حکمت کا ہے یہ پیش فلاطون زمان برنہ اوس جاگہ جہان یوسف کا ہودے کا دان</p>
--	--

دلہ

<p>شب گزشتہ میں تھا کچھ چیزیں مین گریان اگرچہ غم سے ہوا تہا مرا جبکہ سوراخ کہو تو روئے تہا میں صبر کی جوانی کو ز بسکہ خون ہی اوس رات چشم روئی تھی ہر اشک خون مرغیچہ مہرباری تھا غرض کہ اپنے غم و درد دل کی دولت سے وضع خود میں ادھا وہاں کی سیر کو یکدم بلو میں کتنے غم و درد و رنج تھے میرے کہ ایک بیل بے بال و پر طبیعت نام</p>	<p>بے پرے تہا میں کئی موج اشک پر طوفان دل میں بنے کی طرح سے تہا دم بدعنوان کہو تہا ماتم حسرت میں نازد مرثیہ خوان جگر کے ٹکڑوں سے جو گل بہر اتہا میں دمان ہر ایک نعت جگر تبارنگ گل خندان کیا تہا رشک ارم میں نے کلید اجڑان چمن طہیزی دل پر بہت سا ہونا تہا رکاب میں کئی اک پاس و محنت و حرمان نظر تری مجھے وہاں خاک و خون میں غلطان</p>
---	--

۱۲۱ اک بیان پر محاورہ حل میں نہیں ہے ۱۲۲ مصنف کی زبان پر لفظ عرض نہ کرتا ۱۲۳

نہ ایک دم تھی غم روزگار سے خاموش
 غزل سراپائی یہ اوس کچھ از دین بدو
 لے آتے نسیم تو خوش رہ میں کوئی دم ہوتا
 میں ایسی زیریں گے گزرا کمان تلک تم نزع
 غرض تمام شکی تھی یہ بات اون نے کہ میں
 کمان سے سیکھے میں تو نے یہ نالہ جانسوز
 میں دیکھتا ہوں تو اس وقت میں کم از سودا
 غرض کہ سنتے ہی اس بات کے خفا ہو کر
 زہے شعور کہ ہم جنس حسان دونوں کو
 وہ عندیہ ہے اس باغ کا وہ جسکے حضور
 وہ فصیح الفصحا جسکے مُنہ سے کفر کی بات
 زہے سیمبر اہل سخن کہ وقتِ کلام
 حضور اوسکے پڑ جا ہوتا ہوں وہ مطلع
 مثال آئینہ تیرے ضمیر پر ہے عیان
 ہزار حسن ہر اک بات کے ترے صدقے
 وہ گل زمین ہے شاداب شعر کی تیرے
 دہشت کا گُلنا نظر میں اوسکی ہوسل

ہزار دل سے زبان تک تھی شکوہ دوران
 طح سے مردم ماتم زدہ کے نوہ کسان
 چراغ مضطرب الحال کی طرح مہمان
 کہیں ہی مردن دشوار ہو گئے گا آسان
 کہا یہ اوس سے کہ اے پیشوا دل شادگان
 کہ ہر سے ہاتھ چڑھیں میں ترے یہ طرزیان
 کہو طرح سے نہیں ہے ترا بھی سوچ زبان
 کہا یہ مجھ سے کہ خاموش رہ بس انی نادان
 جو سمجھے رتبہ میں الماس و سنگ کو یکسان
 مجال کیا ہے کہ ہو سب بڑا طوطی رضوان
 جلاد سے سامعہ کو چون سماعتِ قرآن
 ہزار معجز ہر پاس سے ہوں اوسکے عیان
 کہ نابخش ہے یادگار اہل حسان
 جو را دغیب کے پردہ میں تما ملک سنان
 ہزار طعت ترے ہر کلام کے قربان
 کہ پہول مُنہ سے ہڑے اوسکا جب کہ نہیں بیان
 جو دیکھے کہول کے اک مرتبہ ترا دیوان

یہ نسیم کمان تک نزع کی حالت میں رہوں ایسے مقام پر فعل کا حذف محاورے میں جاری

	ولہ	
<p>ہے چارہ انگ جہان امن و عیش سے معمور کہ جبکہ جو دکے اوپر ہے نازش جہور کہ چون کنار میں مادر کے طفل ہو سرور</p>		<p>کیا ہے جبے تری سدا لکھنے جگہ میں ظہور خوشایہ بازو سے بہت خوشایہ دست کرم ہے اک جہان تری سایہ میں اس طریق سے شاد</p>
	قطع	
<p>یعنی جو کہے ہے نیک کہ تو تا دو نہ سنے نہ ایک کہ تو</p>		<p>انداز نگاہ رکھ سخن میں دو گوش ترے ہیں اور زبان ایک</p>
رباعیوں کا انتخاب		
<p>عزت نکرین اپنی جو دیکر زار و سیم محراب نہو خم جو براے تعظیم</p>		<p>کیا پشیم میں دنیا کے تو پہل نعیم مسجد میں خدا کو بھی نکلیجے عہدہ</p>
	ولہ	
<p>یعنی جز ہو جو کل نہیں ہو سکتا گل ہو دے ہو گردہ گل نہیں ہو سکتا</p>		<p>پانی ہو دلا جو مل نہیں ہو سکتا شعلہ جو چرغ کا ہے غنچہ سے شبیہ</p>
	ولہ	
<p>کچھ دیکھ بھی گزشتہ نہو چون گدا ب</p>		<p>لہو دن کو جہان کی اسے دلا غلہ خراب</p>
<p>۱۵ جبکہ ابن نہیں ہوتے اور کردہ سمجھتے ہیں ۱۲ ۱۵ اس محل پر ادھر کا لفظ اب بھی محاورہ میں جاری ہے مگر تحریر میں ادھر کے بدلے پر لکھتے ہیں ان اپنے کے ساتھ اگر ہو تو اپنے اوپر ہی لکھیں گے اور اپنے پر ہی دیکھو میں غلام محاورہ سمجھتے ہیں ۱۲</p>		

ایمان طول اٹل پر اپنی ہستی کے موج	کا دے ہے جب تو آنکھ ماری ہر حجاب
ولہ	
قائم کی خوشنکست گدائی دیکھی	درویشی کے روپ میں خدائی دیکھی
پروانہ تھی گر کرین دوسالم سجدہ	سننے تھے جو کچھ سوکھ سربائی دیکھی
ولہ	
چرخِ آبِ ہمین جو دی ہے نہیں لیتے ہم	کو نہیں ہی گود سے ہے نہیں لیتے ہم
ہم لیتے ہیں جس ڈھب سے نہیں دیتا دو	جس ڈھب سے کہ دو دو ہے نہیں لیتے ہم
ولہ	
اس ڈھب کی نہ زیت ہے گوارا محکو	بے مرگ نہ مرنے کا ہے یارا محکو
کیا لطف ہے موت کی مری ہے عالم	سیانِ رنج نے زندگی کے مارا محکو
ولہ	
ٹھانا میں جودل میں وہ ارادہ ہی رہا	لاکھوں کیے رنگ تپ سادہ ہی رہا
بیزق پس ہفت خانہ ہو ہے فوزین	سو گھر میں بہراو لے پایا وہ ہی رہا
ولہ	
قائم وہ نہیں ہم گدائی کرتے	یا بیٹھ کے تخت بادشاہی کرتے
اس شانِ غمور کے مناسب یہ تھا	یکچند جو ہوتے میانِ خدائی کرتے
ولہ	
۱۵۔ وہ میں کو غیر محفوظ پایا ہے اور اشباع سے دوا پیدا کر کے جو کا قافیہ کیا ہے شاخِ رین نے بھی ایسا اکثر کیا ہے	
۱۶۔ ایسے محل میں پر کا حذف اب نہیں کرتے ۱۲	

بس قبلہ نہ پہنچ و تاب دست بچے مجھ کو	دینا ہو جو کچھ قیاب دست بچے مجھ کو
کچھ اور نہیں جو پاس دینے کو مرے	ہے منہ میں زبان جواب دیکھے مجھ کو
رباعی	
کب باغِ ارم ہے اس مکان جو بہتر	جسکی ہے ہر اک سمت جنان ہی بہتر
جو چھانکے ہر نگہ سے کی مہا نکی قائم	ہے وہ لب شیریں بتان سے بہتر
ولہ	
جس روز یہ پہنچے گوشت گیری لی تھی	آزادگی کے عوض اسیری لی تھی
کیا غم سے غم اور غصہ سے غصہ یہ تو	سب رہ پودہ را تا جب فاقی لی تھی
ولہ	
کتابین نہیں کہ مطلق احوال دست نہ چل	لیکن ہے ہر ایک گام پند و نوحِ خل
اثار ہے محفوظ کہ قرآن کے پنج پڑ	چونٹھی کو کہا ہے حق تعالیٰ نے نہ مل
ولہ	
ہے آج وہ دن ہرین عیش ہر دم بین	صد غنچہ کیلے ہیں عقدہ غم جس میں پڑ
تجہ سا لگرہ کی یعنی ہے طرفہ گرہ	ہوتا ہے کشاد کا عزم جس میں
ولہ	
نازلت بتان و بال بھی کا ہو دوسے	دشمن کا ترے نہ بال بیکہ ہو دوسے
ہے بے شک آج عیش شیریں تجہ بن	
یار رب نہ تراد بن تو بیکہ ہو دوسے پڑ	
۱۵ موافق معاوردہ کا معنی ہے دن کو لگا کر موزن کر دیا رنگتہ و آئینہ ہی پوتے یونین میں ۱۲	

قائم جو تو تواب کے دکھ پایا ہے	ولہ	کہہ بھڑوے کو جو زبان پر آیا ہے
سردینین کیا کہ ہے گا خاموش		کہایا ہے اگر تو تو تک کہایا ہے
رباعی		
قائم گئی کس طرف وہیری ہو		اتنا جو ہوا زبونِ سرا تو ہوا
ہین بال کٹرے بدن کو اور کٹے ہو		اے خانہ خراب تو کہ جنگلی چوہا
ولہ		
ناصح ہم آپ کو ہین گر ہین مجنون		تو آپ کو بقراط ہے یا افلاطون
ہر اک کے لیے ہو جبک میں اک طور جدا		کل خرب بھال دیا ہم فوجوں
ولہ		
روٹی کے لئے کمائے تم میری میر		کیئے تو بچا ہے آپ کو خیر میر
پر میر ہو سے یہ اوسطح کے جیسے		ساگون میں ہے کو تھ میرا گون میں ہیر
واسوخت کا انتخاب		
ہنشین مجھ سے تو کچھ حالِ دل زار ہو چہ		قصہ درد و غم فرقتِ دلدار ہو چہ
غم یہ دل کا ہے ہو چہ ایسے غمخوار ہو چہ		کیا کہوں تجھ سے کہ کسا ہوں گرفتار ہو چہ
آہ اوس شمع کا یہ سوختہ پر دانہ ہے		
آتشا سے جو اور مجھ سے ہی بیگانہ ہے		
تہا جوں نام وہ اک عمر کا حاصل میرا		جس پہ ہو قوت تھا ہر عقدہ کا مشکل میرا
ہاے یوں لکھے ہوا اوس سے یہ قاتل میرا		کیا بلا آئی اسے ہے یہ وہی دل میرا

	ناظر اب حال میں اپنے جو کہو ہوتا ہوں دیکھتا ہوں میں زمانہ کا منہ در روتا ہوں	
ایک جاگہ پہ نہ تھا بیان مجھے آرام کہیں عشق کیا بلکہ نہ تھی بیان ہو س غلام کہیں	طرقہ حالت تھی مری صبح کہیں شام کہیں سب سے ملتا تھا یہ کچھ دل کو نہ تھا کام کہیں	
	میں بن جائے تھا کہ کیا دنیا میں باندی ہے میں اور اک ایسے کا عاشق یہ خدا دندی ہے	
غیر شمشیر جسے مجھ سے کہو بات نہیں دن اگر لطف کی باتیں ہیں تو بہرات نہیں	ایک دوتیرہ پہ جو چاہتا تو ملاقات نہیں جز خال شش کچھ یاد سے منظور مری سات نہیں	
	جب نہ تب قتل کا میسے اور سے آہنگ سل خواہ ناخواہ سبب غیر سبب جنگ سدا	
کب تک آہ اڑٹا یگے یہ ہم جو ترے یرمان ترستے رہیں ہم لوٹیں مڑے اور ترے	بس بہت ہم نے یہ احوال کیے غور ترے واقعی یہ کہ یونہیں گریہ ہے طور ترے	
	بعد ازین میں دس کرو چہ دلدار دگر تو ہی محشوق نہیں جاے دگر یا ر دگر	
اب کہ اوٹھ کر جو ترے کوچہ سے جائیں گے ہم جس طرح ہو یگانہ دل تجھے اوٹھائیں گے ہم	پہیر آکر کے نہ نہ نہ جھکود کمائیں گے ہم یہ نہو گا کہ ترے پاس پہر آئیں گے ہم	
۱۵ جگہ کی جگہ جاگہ آگے بولتے تھے اب کراہیت کرتے ہیں ۱۲ خداوندی ہے یعنی خدا کی شان ہے ۱۳		
۱۴ بات کے ساتھ ہاتھ اور ساتھ کو تافہ کرنا اب صحیح نہیں سمجھتے ۱۵ پھیر کر کو اب مکر وہ		
سمجھتے ہیں ۱۲		

انفات اپنے پیر بیان نہ کرے گا کوئی آگ ہم دین کے گرا بس دل کو نہ لے گا کوئی	
قائم اب کیوں نہ ترے جور سے فریاد کرے سخت حیران ہے نہ کیونکر گلہ بنیاد کرے	تو ہی کہہ دل کو کس امید پہ وہ شاد کرے کیا کرے گرنہ ترا شکوہ بیداد کرے
ہاتھ سے ترے وہ دل خستہ بجان رہتا ہے حق بجان ہے سب دیکھی وہ جو کچھ کہتا ہے	
فتنویٰ من الصلاۃ کا انتخاب	
بنام طرازندہ جسم و جان یہ عالم ہے سب اک معین و جو تین نطفہ میں بنمان یہ شکلیں تمام پہ دل تانہ وہاں آرزو مند پوش کیا شخص نے صلب سے جب ظہور دیا اتنا کواطیعت کا کام ہو اسی طرح سے جو تو دیکھے ہے بیان تو کرتا ہے پاؤں سے سر کی خبر	کہ رکھتا ہے ہر تن میں حکم روان وہ ہے بودا سکی یہ محض اک نمود ہیں جو عضو و عصاب و عضل و عظام نہ رکھتا تھا پروا سماعت کی گوش ہوئیں سب اضافات جمعی ضرور کہ تا اوس سے ہو اس بدن کو قیام ہے مامور اک کام پر سب جہان ہیں اپنی جگہ پاؤں سے سر کی خبر
۱۵ یعنی اپنے اوپر ۱۲۵۲ گھ اور نالہ بنیاد کرنا آگے محاورہ تھا ۱۲۵۳ آگے پاؤں کو بانٹ لکھتے تھے لیکن جیل اس مصرع میں پاؤں کو قائم کرنے کا ہے اس سے یہ قرینہ پیدا ہوا کہ اوس زمانہ میں ہی داؤ کے بعد نون ملفوظ میں تہا نہیں تو یہ مصرع ناموزون رہا جاتا ہے ۱۲	

یہ ادراک تمیز و عقل و خبر
 نہ تو جانِ اک را یگان با س کے
 چنانچہ ہے ادراک سے مراد
 کرے حاصل اپنے سے اک اگلی
 نہیں تجھ سے بہتر بہن خشت و رخام
 اسی طرح دن جب کوکتا ہے تو
 کہ دے اپنی حالت سے کجا نشان
 اسی طور پر جو خبر باقی تمام
 سو یہ عضو تیرے جو ہوتے ہیں خم
 ہے اس سے یہ طلب کہ ای مردار
 حسن آب اسطرنا سے خداوند ارز
 ہے اقل تو کہ طور خاص و عوام
 جو دیکھا کہ یہ فعل کرتا تھا باپ
 جو دے نفع اون کو رکوع و قیام
 کرین طرح طوطی کے ذکر الہ
 ہے ہر چند ظاہر میں یہ فعل نیک
 بہ تقلید ادا و پیہ کرتے ہیں ب
 کرے بوزنہ گو کہ انسان کے کام
 طح ایل ظاہر کی ہے دۂ مین

دل و دیدہ و نطق و سمع و بصیر
 کسی کام سے یہ کھایا س کے
 کہ جس ننو دے تو مثل حباد
 کہ حاصل ہوئے سے تیرے ہی
 کہ اک وقت آوین مزا میں کام
 بنا ہے وہ اتنے لئے جون بسو
 کہ ہے بادہ عشق کا یہ مکان
 کہ ناشی ہے ہر عضو سے اک پیام
 سر و دست ذرا نو دشت و شکم
 تو سب تن سے ساجد ہو پیش الہ
 کہ ہے کئی طرح پر جہان میں ناز
 کہ جب کو تین کچھ خدا ساتھ کام
 اویں رسم دعاوت پہ چلتے ہیں آپ
 تو اتنا کہ حرکت سے ہضم طعام
 پہ ذکر زبان کو نہیں دل سے راہ
 پہ واقع میں کرنا نہ کرنا ہے ایک
 نظر میں نہ مطلوب ہے نے طلب
 پہ جو فعل ادا کا ہے سونا تمام
 کہ کعبہ میں پوجے ہیں بت کے تین

تراشین تخیل میں اپنے خدا
 کہیں دل میں اوسکو یہ معبود ہے
 رکھیں سرزمین پر چھب سرسود
 کہ یہ سہر پاروں سے اوسکے قریب
 یہ خود میں سہر گز خدا میں نہیں
 سویم اہل تحقیق کی ہے ساز
 کہ جب سدرہ قریب سے ہوں دیکھا
 مئے فاخلع النعل سودہ نشید
 جو چاہے ہے اس بارگاہ میں خرام
 مئے گوش دل جب یہ قانونِ راز
 کیا رہتھی سے ہے توفیقِ دس
 نہیں مطلقاً آپ کو اختیار
 مرے ہاتھ گھوڑے کی گودور ہے
 ہو کیا جو روشن ہے جرم نگاہ
 جو پردے میں اوتا دکنیچے صغیر
 خود لائیں جب سر پائے رکوع
 کہیں سجدہ ہر گاہ مثل جاب
 چنانچہ شاہ ہے میں یہ حرفِ راز
 زبں آتش شوق ہوتی تھی گرم ۛ

وہ حاضر ہو چون بندہ نظر نہیں آ
 میں ساجد ہم اسکے یہ مسجود ہے
 قصور میں دیوین خدا کو وجود
 ہمارا سراور شپت پائے حبیب
 سدا آپ پوچھیں ہیں اپنے تئیں
 حقیقت کا درجہ کئے پر ہے باز
 نہ جب ریل کو سہری کا ہو بار
 کہ ہستی تری یہاں ہے کفش پلید
 پرے کہ کہ جوتی کا بیان کیا ہو کام
 ہوتا نفس خود بخود غم ساز
 کہ پانی سے ہے جنبشِ مشِ خس
 کہ دوشس ہوا پر ہے سیر غبار
 پیمین ناتوان اور وہ غم نہ زور ہے
 ہے بے نور خراج کلا و سکا نہاہ
 ہے طوطی کو اوس نطق سے ناگزیر
 سوے آبِ قطرہ کی سمجھیں رجوع
 ہوں سزا قدم شرم ہستی سے آپ
 کہ جب حضرت شاہ پڑھتے ساز
 تن پاک جون سوم ہوتا تھا نرم

کیا ابنِ ملجم نے ایک دن سوال ڈ
 کہ اسے پیشو اسے زمین و زمان
 سبب کیا ہے اسکا کہ تیسرا دہر
 منہ سے وہ رضا جوئے اِزدِ تعالٰی
 کما ادر جو وقت کی کچھ نظر
 مگر جب کسٹرا ہوں میں بہر نماز
 رکھی اون نے یہ بات مد نظر
 ہے جس طرح مشہور خاص علم
 پس اس سے یہ پیدا ہے حوتِ ہو پ
 کہ ہوا سطح بحر معنی میں غرق
 ہے جب تک کہ تو آپ کے باخبر
 یہ بُست اَدلا آپ کے کرجدا
 خوشحال مردانِ راہِ خدا
 تو جانے ہے کشتی میں بیٹھا ہر مرد
 ترے کسب کا نام ہے یہاں عمل
 مقرب ہے جو اس جگہ بندگی
 پہ یہ بات تک فہم سے دور ہے
 کہ مٹکے ہے جو کچھ نصیب ہے کام
 زبان گنگ کرتی ہے اس جو کین

بُرائی کا دل بیچ رکھ کر خیال
 خدا تم پہ مین بلکہ سارا جہان
 بہت تم پہ ہوتا ہے کم کارگر
 کہ تیر قضا سے ہے چہنا محال
 مر اتن ہے فولاد سے سخت تر
 ہر اک عضو جون موم ہو ہے گدا
 کیا حربہ اک روز وقت سحر
 کیا کام اوس شاہ دین کا تمام
 کہ یوں چاہیے ہے عبادت کا داب
 کہ مشکل ہوا پنا سے آپ فرق
 تجھے اوس سے ای بے خبر کیا خبر
 کہ ہو جولوہ گر تہمہ میں نور خدا
 کہ مشغول طاعت ہیں بے دست و پا
 وہ ہر لحظہ ہے آپ کے رہ نور
 ہیں خطے کے سردبان سوطح کے خلل
 ہے وہاں کفر و خدا لان پوش بندگی
 نہ سمجھے اگر تو تو معذور ہے
 ہے حسِ نضر اوس جگہ کا تمام
 جو سجھا سو سجھا نہ سجھا سو حیف

<p>اگر اندھے سے پوچھا کہ اے گوشہ گیر کہا کبیر کے حال سودے نشان نہ سمجھایا وہ کسی جہالت کا بہید کہا ڈول بگلے کا ہوتا ہے کیا کیا ان نے ایک ہاتھ کو اپنے خم لگا کھینے یہ کر کے اسکو ساس سو ویدان ہے جس ماہیت کا بصیر ہے قائم کچھ کچھ جو عقل و خبر مین ڈرتا ہوں اس طول تقریر سے</p>	<p>تو کہاے گا مطیع مین بکیتی ہے کبیر کہ ہوتی ہے کیسی وہ اسے مہربان کہا مش بگلے کے ہو ہے سفید کہ یہ نام ہے کان سے آشنا کہ یہ ہے ہر اوکا وہ پشت و شکم کہ نگلی بجائیگی اسے اپنے تو پاس نظیر اسکی کتنا ہے اندھے کی کبیر تو ان حکایات سے درگزر نہ جواب بگلا کہین کہیں سے</p>
---	---

ہولی کا بیان

<p>دلا آج بچ کہہ تو ہے کیا سبب اُبھرتا ہے مستی سے مچ کا جاب ہے لبریز مستی چمن بیان نلک ہے مستی سے یہ حال عالم تبہا جواب دیر کے راہ سے آئی ہے بہم رندو زاہد سے آشام ہین خوشاموسم عیش و عشرت نشاط</p>	<p>کہ چون غنچہ ہر دل ہے محو طبر ہے بالیدہ شادی کو موج شراب کہ زگر کی گردن گئی ہے ڈھلک کہ ملائے گم کی ہے سجد کی راہ و بے بانو قاضی نخل جاے ہے مگر یہ کہ ہولی کے ایام حسین کہ عالم کو ہے میان تلک انساٹ</p>
---	---

ستاروں نے ہرمت کیلینچی ہے صفت جہان کے باہر ہر مہر نسیر نہ مشرق کا گوشہ شفق سے ہے لال زبس ہر گلی میں ہے لڑا کو نکاشور جو اہل آبرو سے ہے دولاب وار کسی پر کوئی چپکے پھینکے ہے رنگ کو نے لگائی ہو کو نے مین گمات نگاہیں کو کی ہر بیان حرف جوش کیہ کا کوئی کہوتا ہے نقاب زبس رنگ کی ہر طرٹ مار ہے آئی ہے جب تک کہ یہ شور و شہر کنور کے سبب چاند پور میں تمام	بغل میں لئے ماہ پہر تا جو دست مٹے صبح چہرہ کو اد کے عبیر ہے جہولی میں افلاک کی یہ گلاں ہے کیچڑ میں صر راہ رو شور پور نت اد کے گلے میں ہی جوتی کا مار کوئی مقفون سے ہو سر گرم جنگ کہ بازی میں خلوت کی ہے لاکھ بات ہے ابرو سے کوئی اشاعت قوش کوئی محو بازی میں ہے بے حجاب جہان یک قلم زعفران زار ہے ہو عالم میں ہولی سے باقی اثر رہے بیچ کی سی سدا دہوم دہا
---	--

اکول کی ہجو

اک حافظ ہم سے آشنا ہے ہر لحظہ ہے ادس کو پیٹ کا فکر موقوف طعام پر مدار است	کمانے کا وہ جی سے مبتلا ہے کچھ کمانے ہو یا ہو کمانے کا ذکر کچھ ادس کی نہیں ہے گماں یا پات
---	---

۵۱ اتے نہیں کے محل پر نہ ہے کنا متروک سے ۱۲ ۵۲ اہل سے اضافہ کا ترک اس جگہ اتے نہیں

جو آگے تم او سکے دہر دو کما جاے	بکری کی طرح سے مٹنے چلا جاے
حتیٰ کہ جو دقت کمانے کے آئے	کمانا نہ ملے تو مار ہی کماے
از بسکہ پی پیٹ کا ہے بند	کمانے ہی کا نت اسے ہے دہندا
ممکن نہیں جون جاب چین آئے	گو گچھول کے پیٹ دم بھل جائے
فاقون سے زبیں بہتے ہیں مضطر	موت اپنی وہ لگتا ہے اکثر
پر شرط کرے ہے یہ خدا سے	مریئے بھی تو درد ایتلا سے
حسرت سے غصہ کہہ کر کے وہ آہ	پڑھتا ہے یہ شعر گاہ و بیگاہ
خوش زلیست بسرہ کر گئے ہیں	ہیضہ سے جو لوگ مر گئے ہیں
دیکھے ہے اگر کلین بہری مشک	کمانا ہے یہ بکریوں پہ وہاں رشک
کمانا ہے خوش نصیب ان کے	مگر یہی بھسکر ہیں بیٹ جن کے
کاش اپنے گے یہ بھی چہری ہو	پر کیوں ہی شکم کی تو بڑی ہو
جانا ہے جو نان پز کے یہ گھر	وہاں بیٹھے ہے جون تنور گر کر
کمانا ہے اگرچہ وہاں یہ بذات	آٹے کی طرح سے ٹکلی اور لات
پر چوڑے بے روٹی کی یہ کب دہن	گو بھلے ہے مار سے پلے تھن
ہو آتش سعدہ دونی برپاے	جون آگ یہ جتنی لگا سٹین کماے
ہوتا ہے کہہ جو کچھ میسر	یون ہوئے ہے اوسکو کمانے مضطر

۱۵ کیون ہی میسنی کسی نہ کسی طرح ۱۲ سے اس نغمین پہلے پر پیش ہوتے تھے
 ۱۲ سے لکڑی وغیرہ کی جمع لکڑیوں بہت کمزور اب سمجھتے

چاہتے ہیں کہ وہیں سب نکل جاو قد سے بھی غرض کہ کچھ دو بالا دیکھ اسکا سلوک ہانڈی کے ساتھ جو علم کیا تھا اون نے تحصیل اب دے جو نظر میں نظم جلو کرتا ہے جو فن شعر میں غور	گودست وہاں کچھ ہی جل جائے جون جیونٹی اگھائے ہے نوالا نت زیر زنج ہے ڈوئی کا ہاتھ سو ہو کہ میں ہو گیا وہ تحصیل پڑھتا ہے کہو یہ نان و حلوا ہاتا ہے اسے حلیم کا طور
--	--

نانی کی ہجو

اب جو حجام اپنے ساتھ ہریان سہراشی کو جس کی کمی یہ آئے درد کے مارے ہو دے یہ احوال غرض اک دن تھی میری کھینچی ساتھوں سے کمائیں اپنے تمام جوہن کوئی اسے بلالایا جب گلو بنداون نے بانڈہ دیا رو کے دم بولتا تھا ہچڑھتوں	سو یہ بڑو اپلشت گندہ وہاں اوسترا سڑا سطح سے چلائے پکے پوڑے سے جیسو نوچے با جائے کید ہر نصیب کی سختی لائیں اصلاح کو مری حجام لوگ بولے کہ ہاے وہ آیا ہر تو گویا گلے میں بچھا ندو یا جیسے دھڑکی کی ٹکے کی چون چون
--	---

۱۵ اون نے کے محل پر تعظیم کے لئے اونہوں نے کین گے نہیں تو اسے اب محاورہ ہے ۱۲

۱۵ بانڈہ اور ہانڈہ مصنف درست سمجھتے تھے لیکن اب قافیہ ان دونوں میں متر و ک

<p>ہو کے مضطر کہ تھا اوسکے من ساتھ بس کر اس بار گلے اب جیتن کام سے اپنے کام تھا اوسکو سر وقت ازل کو میٹ دیا ہر جگہ پر چھپکی ادن نے ردی ہوئی کا تھا یہ دوسرے لنگور حق خدمت طلب لگا کرنے دے وہی چار پیسے کم نہ زیاد اس سے دے کی تو لگی جوروئی مفت ہی ایک سر میں موڑ دیا جی میں سوچا کہ ہے مصالحہ خوب کہ ملے سے یہ بلاتو کہین</p>	<p>اک گلے پر تھایا کسر پر ہاتھ ہا ہا اوستا جی شہرہ ہم تم میں گو مرے یا جیسے کوئی کچھ ہو آڑے ہاتھوں جو ادن نے سر کو یا زخمون کی زبانی جو تن پہ ہوئی بسکہ تن پر ہوا ردی کا و نور ہو قصد جانے کا جب لگا کرنے میں نفر سے کہا ہے جو معناد بولا بس یہ بھی سحر ہی ہوئی ہو خوب اک شخص سے یا نہ لیا میں جو دیکھا بگاڑ کا اسلوب جون توں راضی کیا میں اوسکے تین</p>
--	--

ایک جھوٹے میسر کی جھوٹ

<p>کہ کہہ دینے کو جھوٹ سے تما عار جو ہے اسوقت میں سو جھوٹا ہے جسکا ماخن فیہ ہے مکرار جھوٹے باسن تین یہ دھڑلواتا</p>	<p>آہ کیا ہو گئے وہ دلیل نہار یا اب اک وقت یہ اٹھتا ہے سیما اس گروہ کا سردار جھوٹ سے بسکہ ہے مزا پاتا</p>
---	---

۱۵ چکائی ۱۲ ۱۵ سحر کی مراد ہے ۱۲

ہے یہ وہ جوٹ بولنے والا
 ہے وہ ناپاک نخس و شوم و لعین
 ایک کرنا ہون میں نہ اس پر طعن
 جوٹ سے خوار ہو نظر میں عزیز
 ہودے کیسا ہی خوشناموتی
 باقی اب اس میں کیا ستم ہے
 کوئی بات میں ہے میری دروغ
 اک صاحب کے اد کے دوشینہ
 کچھ میں سمجھتا اس سخن کو ہنوز
 مجھ سے اتنے کئے ہیں جو اقرار
 کیا کہ یہ زبان کا کچھ
 بولا کتا ہے بات تو کسی
 باپ اسکا جو تھسا بڑا نواب
 کل ہی زیور جو اس کا ٹوٹا تھا
 روپے کے جو عمار کے ہیں غلام
 کفش زد دوزی پر ہے یہ اگر

جوٹوں کا سب جہان کے ہے سالا
 جوٹے ہاتھوں نہ مارے سر کے تئیں
 نص سے ثابت ہے کاذبین پر لعن
 سب معائب میں جوٹ کے بد چیز
 جوٹے کی قدر کچھ نہیں ہوتی
 ہاتھ جوٹا جو ہو نکما ہے
 صبح کاذب میں کس جگہ ہے فروغ
 یو چا میں کاے محب دیرینہ
 جوٹ کیوں بولتا ہے یہ شب دروز
 سیکڑون ہی ہیں کیجیے جو شمار
 ایک دیکھا نہ اون سے میں سچا
 بولنا جوٹ ارش ہے اسکی
 تھا وہ نسل سلیم کذاب
 خوب دیکھا تو سب وہ جوٹا تھا
 خول کا دن پر سب جوٹا کام
 ہے وہ جوٹا کلاتوں یکسر

ایسے جوٹے کی باتوں پر تو بخشا
 ہو جو زخمت ہی یہاں سے تو ہے بجا

کیچہ کی ہجو

یہاں کیچہ کا اسقدر ہے حسرت گام
 بکھے ہے کوئی جو گھر سے ناگاہ
 تک اس میں کیا جو پانوں نے فرق
 رستو نہیں ہے خلق اسطرح خوار
 جاتے ہیں جو ان دونوں میں دربار
 اک خلق کا ازدحام ہے ساتھ
 کتا ہے کوئی کہ پل بساؤ
 ہر چار طرف نفرت کھڑے ہیں
 مست جان ہے بالکی جنہوں پاس
 دیکھے بھی گئے ہیں کیچ سے ہوش
 رتہ میں جو کوئی سوار ہو میان
 چلنے کا کرے جو اک قدم میل
 یہاں تک ہیں جگر زمین کی گسری

خشکی کا سنا نہیں کہیں نام
 ڈھونڈے ہے وہ پل صراط کی راہ
 یکبار ہے سکر یا تو تک غرق
 چون شہر میں ہوں کس گرفتار
 اسطرح سے ہیں ذلیل اور خوار
 پکڑے ہے کوئی کمر کوئی ہاتھ
 بولے ہے کوئی کہ ناؤ لاؤ پٹو
 کیچہ میں میان آندھے ہے پڑے ہیں
 ہرگز نہیں کہچھاؤ نمون کو دوسرا
 پھرتے ہیں ہمیشہ خانہ بردوش
 وہ سب سے زیادہ خوار ہو میان
 پھر پہیے نہ تھرتھرتا اپنے پیل
 تا تحت ٹرا کہیں نہ ٹھہری

۱۷ کیچہ کو اب کیچہ نہیں کہتے ۱۲ عوام کا حادہ یونین ہے کہ اضافت نہیں دیتے ۱۲ او مذہب
 کو آندھے بانہا ہے ۱۲ جن کے پاس ۱۷ اونوں کو متروک ہے اس محل پر اوکو کہتے ہیں اسکے
 برعکس ادن نے متروک ہے اور اسکے محل پر اونوں نے بولتے ہیں ۱۲ دنگے یعنی ہونکے دہلی میں اب بھی
 اس طرح لہجہ میں داخل ہے مگر تحریر میں متروک ہے ۱۲

<p>سو بیل ہیں ہوا تھا وہ گم رچے پہتے جہاں خیال کا پائے بکری کی طرح سے شیر میاں کیڑے ہیں ہر اک کیسے افشان ہوتا ہے عجیب فرہ کا جلاس چلے میں پڑی ہو پینس جیسے</p>	<p>نوک کا زمین اسین ہیں سر دم انڈر سے شدت نگل دلا سے اس راہ سے بھول کر کہو آئے چینیٹو لگا رہا بس وہ وہ بیان دو چار جو بیٹھتے ہیں مل پاس کیچڑ میں ہیں شور بوز ایلے</p>
---	--

ہنگلی کی ہجو

<p>کچھ افراط انہوں نے کی ہر روز سے سخاوت کا ہر صفت کے نمایان لگے کہنے یہ کر کے دل بیچ فکر مگر کوئی بنیے اور اوڑ جائے کئی بار کوٹے ہو او اس شہر میں لیا وہاں جو ہیں منہ میں کھلا اوٹھا یہ قین دینے کہ ہو گئے لوٹ پوٹ اجالے ملکر اوٹھا یا انوسین کرے تہا ہر اک ان سے تفتیش حال کہ آج آپ نے پی تھی توڑی ہی بنگ</p>	<p>تھے اک بنگلی لیکن بو آموز سے کہیں جس جگہ پر یہ بیٹھے تھے وہاں جو کھلون کا آیا بنارس کے ذکر کہ کھیلے یہ کس شکل سے کما ئے چلے پانے اڑتی یہ اس لہر میں او تر کر انہوں نے زرد سے ہوا کی حلوائی نے ان پہ جیسے کہ چوٹ زبس زار و مجروح پایا انوسین یہ گودی میں تھے دوستوں کی ٹہال یہ ثابت ہوا بعد چندین درنگ</p>
--	---

۱۱ ریشا یعنی لٹریٹ اب متروک ہے ۱۲ آیت زیادہ تر شرا بوز لے ہیں ۱۲

کہ نہیں جگ سے بوج کوئی نشا
نوست ہو گدما کما کے ہر ایک گما س

سواس با سے ہر یہ طلب مرا
جو رکنا ہے کچھ بھی تو عقل و عا س

لالہ بدی کی ہجو

چاہیے یہ کہ جانے قدر اناج
جسکی خاطر ہے اک جہان خراب
اسلے تارکین اسے موجود
تارکے کشت خلق کو سیراب
ہو دے تانچنگی سے ادسین اثر
ہے اسید واسطے وہ سرگردان
گیسوں چادل ہو یادہ ماش جوار
تاہر اک کے لئے ہو شکر جد ا
ہو بدالی کا اس کی منہ کا لا
پاد کر خلق کو سڑاتے ہیں
ہر طرف سے کرے ہے جذب نسیم
پاؤن سے نہو جیئے بیکار
یہ عجب طرح کا بدوڑا ہے

بیان جو کوئی غنمی ہے یا محتاج
ہے یہ دانا دہ گھس نہ نایاب
ہین سدا چسج من یہ چسج کبود
ابر لانا ہے اپنے دوش پر آب
چاند سورج کو رات دن ہے سفر
یرق اور باد جو کوئی ہے بیان
پس جوان خوار یون سے ہو تیار
کہا ہر اک جنس کو بدل کے سدا
نہ کہ اسطرح جو ن بدی لا لا پ
اک نری ماش ہی وہ کما تے ہین
منہ کو جو ن فازہ کہول کر یہ لیسیم
تا کسی طرح کر کے قرض اود ہا
را بعبہ کب انون کا جوڑا ہے

۱۷۲۵ ہجری میں شونی ہاک یہ بھی کی کہ ہندی لفظ

کی طرٹ فارسی اضافت دیدی ۱۲

<p>بیچتے وہ ایک کوڑی گوز گاہ طوطی کا دے ہے چکا را گاہ اک ڈول پر دراز صغیر دے ہے ہر دقت اک نئی آواز</p>	<p>مفت لاکھوں یہ دین ہیں سہ ہر روز کہ یہ شدت کہ گونے گھر سارا کہ اک آواز تند یک قصیر گوز ہے یا یہ بلبش شیراز</p>
--	--

حکایات کا انتخاب

<p>ہے یوں یاد وحشت کے عالم کی بات سحر دل میں ہوئی خواہش سیر باغ بہر حال جا کر جو پہنچا میں وہاں لئے ہمت میں تیغ دیوانہ وار کہا میں کہ اسے شخص کیا حال ہے لگا کتنے ہنس کر کہ سن اسے نفیم نہ کیجے اگر قطع یہ شاخسار پڑ شجر کو تر تہی ہو پڑ ہنسنے میں کم ہے منظور اس کا ٹھننے سے یہ حزن عرض اوسکا سمجھا جو مطلب میں اور ہے انسان بھی اس باغ میں اک شجر</p>	<p>کہ گزری تھی درد و تالم سے رات کہ ہووے اس طبع دل کو فراغ پڑ نظر اگیا مجھ کو اک باغبان دخون سے کاٹے متادہ شاخسار علی الزعم تیرے سے یہ حال ہے نہیں خالی حکمت سے فعل حکیم نہ اشجار لادین کہی برگ و بار نہ کیجے اگر شاخ او سکی قلم کہ قوت ناک نہ اید ہر ہر صند معاذ میں گزرایہ کرتے ہی غور علاقہ ہن چون شاخ باصہ رگر</p>
---	--

۱۵۔ دین ہیں یعنی سر کرتے ہیں ۱۶۔ ہوئی کو اس طرح باندھنا کہ قطع میں دہی حوت رہ جائیں

بج نہایت مکرہ ہے ۱۲

ہے اس طرح انہما کی وہ نہو
جو بیوند ہا بگسلی واصلی

کشان ہے جو شوا اسکو سوسے علو
غرض ہین تعلق ہی جیاصلی

حکایت

کہ رکشا تہانت کیما کا خیال
گیا ایک درویش کامل کے پاس
کیا ایک دن وقت پا کر سوال
تو بندہ کو بھی اپنے ارشاد ہو
تو بہتر ہے دیا ہون تجھ کو بتا
کہ اس میں ایک شرط ہے دریا
کہیں دل میں بندہ کا خطرہ نہ آئے
جو خطرہ ہو دل میں وہ جاوے کہیں
تو اس حرف کا کون مذکور تھا
کہ پردہ میں تھی مرد عارف کی بات
تو بہتر ہے کہ خطرہ کیما

سنا جاسے ہے اک مہوس کا حال
یہ کچھ کر کے دل پہنچ اپنے قیاس
رہا اونکی خدمت میں تا چند سال
اگر کیمیا آپ کو یاد ہو بڑ
کہا ہے ہی کر ترا مدعا
غرض طور جب کر گئے سب بیان
یہ نسخہ تو جو وقت لیکر بناے
کہا اس نے یہ بات ممکن نہیں
تہمین اسکا دینا جو منظور تھا
نہ سمجھا غرض اس کے رمز و نکات
تو جب دل کو خطرہ پہ قادر کیا

حکایت

کہ مارے تہا بیٹے کو باپ ایک درت

نہیں بولتی مجھ کو اب تک وہ بات

۱۵ اس محل پر بتائے دیتا ہوں کئے میں ۱۲

<p>وہ بچارہ اس حال سے بے خبر کہے نہ پایہی کر کے آہ و فغان کیا میں جو اس رمز کو خوب غور کرے کس سے بخشش کی اپنی طلب آئی ادھی طفل عاجز کے طور اگر لطف کیجے دگر اب جتنا</p>	<p>مجھے غیر وار سے نہ یہ یا پدر چھڑا مجھ کو اسے والدِ مہربان نہیں دیکھتا شفیق اپنا یہ اور دہی لطف اس پر کرے یا غضب مرا ہی نہیں کوئی تیرے چہرے اور میں رہنمی ہوں جو کچھ نہ تیری رضا</p>
---	--

حکایت

<p>نشا ہے کہ دو شخص باہم تھے بار رہا دوسرا اپنی حالت میں تنگ گیا یہ گدا اوس تو تگر کے پاس قضا کار بنیچا جب اوس جگہ بدستور معبود بعد از نماز پڑ تا سفاکے ان نے کہا ہے تم سو آپھی اسے یہ سان تو پایا گدا غرض یہ بھی کہتا ہے جس سے کمال</p>	<p>ہوا ان میں سے ایک کو اقتدار کہ یونہیں میں نیز تنگ دنیا کے رنگ رہا وہ اپنی حالت کا کر کے قیاس کہ اوس وقت مشغول طاعت تھا وہ کئے دست دعوت جب اون نے دروازہ سمجھ کر غنی اس کو آئے تھے ہم کرے گایہ کیا اپنی حاجت روا جو کیجے گا اب تو اوس سے سوال</p>
--	---

دہی دے کہ دینے سے جو کو ہو کام
ہے معلوم ساتی کو ہر اک کا جام

حکایت

سنا ہے کہ ایک مرد اہل طریق چنانچہ جو صحبت میں ہوتا کمین کسی نے کیا اس سے ایک دن چال جو ہلنے میں ایک ہاتھ کر ہو دے کام کما راستی ہے جو تو نے کہا کہ جس حال میں دونوں میں ^{میں} او کو اور ^{میں} او کو اور غرض جتنے گزرے ہیں اہل کمال

نہایت ہی واقعہ ہوتا تھا حلیق اوڑا تانا نہ نہ سے کس کے تین کہ اس وضع سے کیا ہے تیرا مال تو حاصل اٹھانے سے تکلیف تمام دے اس سے یہ ہے مراد عا ہے ممکن کسی اور پر بیٹہ جاے ہر اک کا سمجھتے تھے اپنا سا حال

حکایت

ہے یوں یاد ایک مرد عالی مقام غرض یہ کہ آمد جو معہود تھی پڑ پڑنے جو حال اس کا پایا تباہ کہ اسے جان پایا تو اپنا اگر پڑ تو کا ہے کہ بیان تک ہوا شفتہ حال ہے انسان کو لازم ہو جب عہد و جاہ کرے کم نہ دولت میں اپنے تئیں

رکھے تھا پسریک مسرت تمام محاش او کی کچھ اس سے افزود تھی لگا کہنے ایک دن نصیحت کی راہ رکھے دخل اور خرچ مد نظر کہ آت زندگانی ہے تہہ پر وبال رکھے روز در ماندگی کو نگاہ پڑ کہ یہ دقت خوش آج ہے کل نہیں

<p>کیا ذہن نے اسطرح انتقال ثبات اسکا جتنا ہے معلوم ہے نہوں کل کے احوال سے بے خبر کہ جس حال میں یہ نہروہ تو ہو کہ ہین یہ ہیڈ فٹ بہتر از صد گھر کہ وشت کا ہر بلوس کی ہودام ہے ممکن کرے کچھ سعادت حصول پہ ہین جمع باہم معاد و معاش</p>	<p>مین بھما سب اس کے سخن کا آل کہ اپنی ہی ہستی جو موہوم ہے بہت خوب ہے - آج ہم بھی اگر کرین حاصل اس زندگی بچ دو ولایات قائم کے تین گوش کر عین زلف و کامل سے اس کا کلام پہ اسکو سننے جو سب سے بول نہیں اس میں گو شاعرانہ تلاش</p>
---	---

حکایت

<p>کما اے شناساے چندین نکات ترے بازداراک کا صید ہے کہ رتبہ میں ہے پیر بہتر کہ باب طرح گل کے پرنس کے اوس سے کما بڑا فرقہ ہے حقیقت میں ایک کہ عالم پڑا اصل اپنی سے دور نہ روے رہا کی نہ راے وطن ہوا پرنس کے جائے میں محتاج قوت کہ عیسیٰ و حل میں ہے مانند خسر</p>	<p>سکندر نے اک دن اسطو کے ساتھ جو عالم میں پیدا و ناپید ہے مجھے اس سخن میں ہے حد مضطرب کوئی دم تو جو غنچہ ساکت رہا کہ فلان ہر توبہ میں دو دن ہین ایک یہ نقطہ کا ہے باب کے بظہور ہو ہی ہین گرفتاری قید تن وہ شہباز تجربہ جو نیکو ت جب اس حال میں پیچھے کی نظر</p>
---	--

نکال اوس حفیض بلا سے سلیم غرض ہے جو منظور ہو یہ حرف تو کر فیض کا پیسے کتاب	کیا چھپسراج فلک پر مقیم کہ ہو جو بن زن بار دیگر ہر برف کہ ہستی تری بخ ہے وہ آفتاب
--	---

حکایت

ہے یوں یاد مجھ کو کہ پیش از تیسر پدر نے جو اک روز دیکھا یہ حال پراس مرتبہ تلخ کی تھی وہ سب کچھ اوس سے جو لیکرین کما کی کمین نکر تا وہ یہ فکر گرا سطح ہے تجھے ہی صحبت روزگار رکھا چاہتا ہے تجھے جس سے باز بخور جو آید ز دست جلیب	رکھے تھیں نئی نہایت عزیز دی مٹی کچھ اک لاکے گزرتیچ ڈال کہ کڑوا ہٹا اوسکی زبان پر ہے اب ندیکھا کہ ہو پھر سو سے زمین تو مجھ سے یہ جو چوٹی کسطرح کہ نادان ہے تو اور وہ دانا سے کار کرے ہے ترے کند دندان آرز نہ بیا رونا تراست از طبیب
--	---

حکایت

سلف کے زمانے کا ناخدان کہ ملک عجم کا تھا اک بادشاہ قضا کا روہ والی ناسدار طلب کی اطبانے تجویز سے	یہ لکھتا ہے احوال وارنگان خداوند وہیم تخت و کلاہ ہوا درد قولخ سے بقیہ رار طبیعت کی تلخین ہر چیز سے
---	---

پر اوس کو نہ ہوتا تھا کچھ نہ سونہ
 دوا سے نہ کیجی جب ادن فی ظلال
 کہ دست دعا کیجیے کہ طلب
 گئے ملے ہر اک قلندر کے پاس
 کہا دست دعوت کروں میں دراز
 سنا شاہ نے جب گدا کا سوال
 کہ جب جان ہی ہاتھ سے بانیگی
 غرض ملکہ سے اقرار اک فرد پر
 رکھا اوس کو اور کر کے ادن نے غم
 جو مسدود تھی رنج رو وہ کے بیچ
 غرض بانی جسوقت ان فی شفا
 کہا مرد درویش فی کاست عزیز
 کہ خواہش میں اوس سلطنت کو دی جان
 غرض یہ جان جاے کیچند ہے
 نہ کرف کو دنیا کہ باطل ہے یہ
 اگر ہے گدا میں دگر بادشاہ

ہر اک لحظہ تادیر واوس کا دو چند
 کی مارکان دولت است اپنے صلاح
 بہ نسبت دوا کے مناسب ہے بہ نسبت
 کیا واقعہ اوس سے سب التماس
 اگر بادشاہ دست کرے وہ نیا بہ
 کیا دل میں اپنے یہ ادس خیال
 تو کس کام پھر سلطنت آئینگی
 دیا بیچ اوس مرد کامل کے گھر
 دعا اسکے حق میں کی ہو قبلہ رو
 ہوئی دفع کھلتے ہی سدا کا بیج
 لگا کرنے وعدہ کو اپنے دفا
 اسے چاہیے شخص پر بے تمیز
 جو وابستہ اک گوز پر ہے نہ ان
 عبث دل ترا اس جگہ بند ہے
 نہ آلودہ کرول کو میان دل ہے یہ
 ہے دونوں کی زیر زمین خواجگاہ

مصمم ہوا بس جو ہونا ہلاکت
 چہ برخت مردن چہ پروردے خاک

لطیف

کیا پہلچھڑی سے میں اک شب ہواں جو اجڑا ہوائی میں ہرین یک بیک نمودے جب آپس میں کچھہ امتیاز کہ وہ مایل سر کرنا رہے ؛ کہا رد کے نگہوں کو ان زدہ اشک کہ یونین ہرین جلتی ہوں سرتا بیا کی اجڑا پتلا ہر کے نو نے نظر کہ دستاودا تانے ردِ غمت تکلیف غور سے دیکھ شان وجود	کہ اے شعلہ بازی ترا کیا ہے حال وہی سب ہرین تجمہ میں بلاریے شک تو ہر کیا ہے وجہ نشیب و فراز تجھے خاک سے نت سروکار ہے کہ ہر اشک جب کاہتا آتش کا رشک ہر ارب تو جلون کو جلاتا ہے کیا پہاؤں سے اوزان سے ہے بجنہ ہر اک کو کیا اک طرح پر دست کہ ہے اک نئی صہ جگہ پر نمود
---	---

مثنوی بازیگر کا انتخاب

کمان ہے تو اے ساتی جامِ محو مگر آج شام نہ شادی کروں نکال ابرینا سے خورشید کو کمان ہے تو اے غوغا میکش کمان دے جھوٹا کر اپنے لبوں سے وہ جام	وہ دے محو کہ تھی رونق بزم کے پیون بادہ ادر قیبا دی کروں کہ روشن کرے جامِ جمشید کو کہ بے محو نکلتی ہے عاشق کی جان کہ پینا کرے جسکا بوسہ کا کام
---	---

<p>کہ یہ چرخ ناساز ہر ایک دم کمان ہے تو اسے ساقی جام سے جھمک جاتا تو نظرون مین یوں بیدار نکر برسے میرے سر تو اک دم کنار تجھے چین کیسویں اپنے قسم قسم ہے تجھے چشہم خور زریں کی تجھے اس میری گر مجوشی کسوں کہ لب لاکھ حیلون سے کہو لے نہ تو مرے عمر کا جام بے نریں ہے مجھے دے وہ پینے کی اپنے عھیر</p>	<p>الم پر الم دے ہے اور غم چنسم رکھے گا مجھے مضطرب تابک کہ آجائے آنکھو نین جون موکا رنگ مین دیتا ہوں تجھ کو قسم بار بار کہہ بن جسکے حلقون مین ہو بیچ و خم قسم ہے رخ فتہ انگیز کی ڈ گر ناز اپنے نموشی کسوں ڈ جو مر جائے عاشق تو بولے نہ تو دم نزع کیا جائے پر ہمیز ہے کہہ ہوں کار دوران سے عبرت پذیر</p>
<p>کوئی جام سے جلد بھر کر پلا لقا فیل کے مارون کو اپنے جلا</p>	
<p>عجب لوگ ہیں وہ کہ جس کو مدام میتہر ہے ہر وقت خوبان کا دید کسی زلف سے گاہ کرتے ہیں لہو گئے ہوس اسے کنایات ہے کہہ دو دے ہے وہ لاکھ زور و نسو جام</p>	<p>نین ہے بجز خوشدلی اور کام ہے ہر شب شب قدر و ہر روز عید گئے نشہ محو مین رہتے ہیں محو کہ آنکھو نین حزن و حکایات ہے کہہ لے ہے یہ سو نہور و نئے کام</p>
<p>۱۵ کون قسم کے معنی پر مردن کی زبان سے چوٹ گیا ۱۲ دیکھو کو اب مونٹ بولتے ہیں ۱۱ ۱۳ نہور و ن کا لفظ جی محل کے محاورہ مین غریب ہے چکیان لینا مراد ہے ۱۲</p>	

<p>کبھو تپا لگتی ہے مردنگ کی کہ جون برق رخسندہ یکسر ہے نور کہ جون شعلہ بٹر کے ہو بہنے سے باؤ کہ نکلے ہے جب طرح بادل سے برق کہ ہر عضو اڑکا تھا آشوب جان نجانے کہ تھی حور یا دہ پر سی کمان پائی بر چھنی نے ایسی سنان لئے جاے تداول کو چہرہ کا خال لئے تیغ ابرو کی بالاسے دوش کہ کالی گٹھائیں ہو بگلوں کی ڈار کہ پہلو میں جون ماہ کے ہو ہوا کہ مردہ کو خوابِ عدم سے جگاے ہو اچار سوشور محشر پیا نہ تھا چشم کو اد کے یکجا قرار کفل میں جس آہو کے ہو بند تیر</p>	<p>کبھو سیر سختی ہے آہنگ کی کبھی ناچتا ہے وہ ہوش حضور ہے جنبش میں جبکی یہ سب ناؤں باؤ وہ بھی یہ سب زرب وزیور میں غرق کہ دن کیا میں صورت کا اد کی بیان تھی خلتے اس تابگل کی بری جو تہا قد میں اد کے ٹیکلا پستان نہ تھے ایک بال اد کے جی کا دبال دو چشم اد کے دشت تھی بادہ نوش تھی یہ ناگ میں سلک اور کی بہار درگوں میں یہ قیامت صفا وہ گھنگر کہ جھکی جھاک یہ بلاے ہوئی اد کی جب پانوں میں اد کی جا کیا سرمہ تادوں نے و بنا لہ دار بے کیوں نہ وہ ہووے وحشت پذیر</p>
---	---

۱۵ ہوا چلنے اور سنگنے کے محل پر باؤ ہنا اب نہیں بولتے ۱۲ پٹان میں آخر کا نون غریب
 ٹیکلا بن یا ٹیکلا پٹا بے نون کے اب ہی کہیں گے ۱۳ چشم کو قائم نے اکثر تذکرہ بڑھا
 ہے ۱۲ میان بلاے میں می محاورہ حال کے خلاف ہے ۱۳ بے اردو میں اب نہیں
 بولتے ۱۲

زبس خود سوز و تین روشن تہا عود کہ کہتی تھی گلب سرا کے ہر دم نسیم سے لعل مانسند خونِ حِمام ہر اک سمت تہا اور کا مجلس میں دور یہ زمین تہا کوئی لمحہ یہ ناؤ نو شش	تھی بوی خوش اتنی کشید لہ وجود کہ اٹھتا نہیں مجھ سے بارِ شمیم کہ یا قوت جبکا ہے اذنا غلام بیٹے ستے زن و مرد پانی کے طور تھے عیش و طرب ہمدگر گرچہ خوش
--	---

زبس جو شش کرتا تہا دل سے طبر
نہ ملتے تھے چون غنیہ شادی سے لب

خوشا بہت سالکان سبیل یہی راہِ شیر کی دہار ہے اوس شخص کو مرد یہ تے ہین ہم کہ یک سو اگر بیان سے ٹل جای پاؤں پہ کب آے ہر بے ہنر سے یہ کام سجنانے سے کیا ہم سے گرد و نگوہیر وفا کی ترک آسمان سے اسید کرم کا ہے اس عہد میں کیا حساب کرے گا تو کیا بادہ بعل گون عجب رہا ہے قائم رہا ہل دید نہ جسکو کیا عشق کے غم نے شاد	کہ اس رہ کے چلتے ہین فرنگ میل ہیں ہر قدم نیشتر زار ہے کہ اس رہ میں ادتری وہ ثابت قدم تو ادسکو کمین ٹھور ہے پیر نہ ٹھاؤں کہ بازی ہے یہ شغل سندان و جام کہ آشوب جان ہو ہر اک اوسکی سیر کہ اول سے ہے خون انجم سفید بے دیا میں نت خشک جامِ جاب دیا ہے ہا شیشہ دل میں خون ہے جلنے میں دوان عیش مرز میں مید ابجد کام بیان سے گیا ناسرود
---	---

<p>ہے مانا بیاب عاشق کا حال پر مرنے میں اوکے یہ تاثیر ہے ہے اولیٰ زمانہ سے عاشق کا کام خم چرخ میں جو سے عیش کم نہیں قابل سیر یہ سبز باغ بسا گلزار سن بر کہ بیان جو سبیل کہ مائی سے نکلے سے جہم</p>	<p>کہ بیطاعتی سے ہے جینا محال کہ جب مر چکے پیر اکسیر ہے پڑ کہ جینا ہے کف را در مرنہ حرام بہر اسے تمام اس میں نہ ہر اب غم کہ ہر لالہ و سکا ہے پرخون ایام تہ خاک ہن ہر تدم پر ہنسان کیسی ہے وہ زلف پر بیچ و خم</p>
--	--

ہے زکس جوابِ شکل گل آستکار
 کسو وقت میں تھی وہ چشم نگار

<p>یہ حسرت تھی عارض اُسے صبح و شام نہ جامہ کی پروانہ تن کے جو اس ہر اک لحظہ سینہ سے آہ و فغان کہ ہونا لہ دل جب گرتا تھا وہ دولت سرا میں ہر صبح و شام یہ اوس سے گئی یک بیک خرمی نہ صحبت میں وہ انبساط دیم نہ اندیشہ سے نہ پردائے جام پڑا تھا کہین شیشہ مخمور دش</p>	<p>ہوئے خواب و غور اوکے اوپر رام مینے گرد تے تے بدسے لباس چلے آئے تے کاروان کاروان کہ ہوا نیک میں دل کا خناب تھا رہے تھی کئی عیس کی دہوم دہام کہے تو نہ تھا میں ان کہ ہوا آدمی نہ مجلس میں وہ ترناست ندیم نہ ہنگامہ عیش و عشرت کام کہین ساغ سے ترنا خمیازہ کش</p>
--	---

۱۵ مائی اب نہیں بولنے ۱۶ ۱۷ کئی کے بعد جمع لانا اب ضرور ہے ۱۲

ٹبا باغ دگل پر پڑی غم کی اوس	گیسا شور مرغِ چین لاکھ کو س
کیا چرخ نے اور صورت سے دور	ہوا اور سے حال دوران کچھ اور

مثنوی درویش و عروس کا انتخاب

اکہی شعلہ زن کرا تش دل	تب دل دے بقدر خواہش دل
ہو شور انگیز چشم گرہ آلود	لب زخمِ جگر کو کہ نہ نمک سود
کرامت کردہ عشقِ آتش انگیز	کہ تاہر استخوانِ بیدار ہو گلرِ نیرِ خُ
ز موجِ اشک دے خنجرِ گل کو	نیابتِ جونِ سنان کی موبو کو
بنامِ اکہ عشقِ آموز دل ہے خُ	جس رنغِ افروز شمع سوز دل ہے

۵ یہ مثنوی فاضل کے دیوان میں ہی موجود ہے۔ اور دیوانِ توحید میں ہی جا بجا تفسیر کے ساتھ چھپ
 ہے لیکن قارئین سے ظاہر ہے کہ قارئین کی تصنیف ہے اصلاح کے لئے استاد کو نقل دی ہے انہوں نے
 اصلاح ہی کی واپس کرنے کی نوبت نہ آئی کہ شاید استاد و شاگرد میں بگاڑ ہو گیا اسی سبب سے قائم
 کے دیوان میں بے اصلاحی رہ گئی۔ اور سودا کے دیوان میں وہی مثنوی اصلاح شدہ چھپ گئی
 ایک قلمی نسخہ دیوانِ سودا کا ۱۲۳۷ء کا لکھا ہوا کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے اس میں یہ مثنوی
 ہے اس خیال سے انتخاب دیوانِ قائم میں اس مثنوی کو شریک کیا گیا اور جانِ سودا کی اصلاح
 ہے طلبہ کے فائدے کے لئے اسے بھی لکھ دیا ۱۲

۶ یہ مصرعہ اصلاح سے پیشتر یوں تھا ۴ ہے ناپوشِ چشم گرہ آلود ۱۲ ۵ قائم نے اس مصرعہ کو اس
 سچ کہا تھا ۴ بنے ہر استخوانِ بیدار سے گلرِ نیر ۱۲ ۵ قائم نے یوں کہا تا شمعِ سوز
 ان دیکھان تر کر گل کو بے نیابت دے سنان کی موبو کو ۱۲

ادھی سے ہے ہر اک کی زندگانی
تو کچھ سمجھے ہیں یکید ہر کے فیضان
کہ یک^{۱۲} مشت نمون بس ہے زخوار
ادب کی محو سے تو دانش کا ہر جام
نہیں یہ حمدت مصطفیٰ ہے
تصدق^{۱۳} خاک کے ہوتے نہ افلاک
خنا گردان کا جبریل امین ہے
کہ پوچھ سخن کی عیب پوشی
سخن پر ادس کو سوجھ ہے ترجیح
بحق باطن حیر چار سرد
پہ تیس کے فضل کا دریا ہے کیا کم
زبان گو یا کن خاک نموشان
رہے کب تک یہ آئینہ تہ زنگ
کمون مین : استان جذب الفت

دم ماہی ہے جس صورت سے پانی
جو دیکھے تو ہر اک دم کو با معان
فضولی ہے اب آگے حوت و گفتار
الا اے ساتی نر خندہ فرجام
کہ بیان نقد فضولی نارداد ہے
نہو تادہ اگر زینت وہ خاک
یہ نعمہ ادسکی نثار بق نہیں ہے
بس اب بتر ہے اس جاکہ نموشی
سکوت بر محل ہے دل کی تفسیح
خداوند اپنے آل پیہر
مین ہون گو قبا بل ناجر جسم
الا اے چارہ ساز بادہ نوشان
ہے عرصہ دل پہ خموشی سے آبتنگ
مری اس خاک کی دہو مو سے کلفت

۱۲۔ مصرع پہلے یون تاع ہے دم ماہی کا جس صورت سے پانی ۱۲ قائم نے یون کمانا مصرعہ
نمون یک مشت ہے از چند خردار ۱۳ پہلے یہ مصرع اسطرح تاع بلکار دان خاک ہوئے نہ افلاک
تو دانے کا گرنا غلط سمجھ کر بل دیا اور اب ہوتے کی نہیں کرتی ۱۲ کہ پوچھ کی جگہ پہلے (ہوتا) مصرع مین تھا
۱۳ اس مصرعہ کو قائم نے اسطرح ادا کیا تھا کہ پپ رہنا جو واقعہ میں مجاہدی کلام فیضیہ کی سہا پہر اسکو تودا نے کاٹ دیا اور اسکی جگہ پر
شکر کہ دیا ۱۲ قائم کے دیوان میں یہ نموشان بادہ زنگ نموشان نمودا کی اصل ہے ۱۳ یہ مصرع پہلے اسطرح تہا زہ می دیو جاکر جس سے
دل کی کلفت (۱۲)

<p> گر قہر بلا سے حالتِ خویش پہ تھی اک اشتعا لک اور کو در کا بوضع نکیہ ہے جس سے تو آگاہ نہ ہو بچے جبکی کیفیت کو طوبی کشان تھی سو طرف سے دامنِ دل وہ دل سے یا تو نزل بھول جا کہ جو آیا سو بھولا نزل درہ کمان پائی فرشتہ فیہ اوقات کہ ناگہ اک برات اوس راہ آئی او تر بیٹھے ہر اک سو عورت و مرد وہین اک سمت و لہن کو اتارا کیا اون نے ہوا کمانے کا آہنگ گیا بچارہ اک جبکی میں از خویش کہ بے تحریک رہ دل سے ہوئی پار </p>	<p> کہ تہا پنجاب میں اک مرد درویش بزرگ شمع سر سے پاؤں تک نار مقام اور کتا اک جاگہ سر راہ شجر وہان کا ہر اک اتنا بھوبی غرض سایہ کی وہان کے سوسلاسل مسافر جو کوئی اوس راہ آتا سراسر دہر تھی گویا وہ جاگہ بسر کرتا تھا جس صورت دن رات قضا نے اس میں یہ بازی اوٹھائی ز بس ویکھی جبکہ طبع و جاسر چنان پرست افلہ او تر تھا سارا ہر گری گرمی سے ڈولی کی وہ جب تنگ دوچار اوس سے ہوا یہ مرد درویش بنجانے تھی نگہ یا تیر تار </p>
--	--

۱۵ یہ شعر قائم کے دیوان میں بالکل نہیں ہے اور تلو نے بڑا دیا ہے ۱۱ قائم نے اس مضمون کو یوں کہا تھا
 (غرض سایہ کا چکر کہ تارا دن کشان تہا سو طرف سے دامن جان) اور فت کے سایہ کو سلاسل سے تشبیہ ہوا کی
 اصلاح ہے ۱۲ قائم نے کمانا یا تو نزل کی سلا تا۔ اور تلو نے یہی پیدا کر دیکھا کہ (کہ لاخو بھول جاتا اسکے ہر)
 پہلا قافیہ تا او کے مقابلہ میں جاتا جن سے خالی نہیں ۱۲ قائم نے کہا تھا (کہ اک تحریک میں دل سے ہوئی پار)
 اور تا کو تحریک بٹھا بے موقع معلوم ہوا اسے بے تحریک رہ بنا دیا یعنی نگاہ لے لے کر دل تک حرکت نہیں کی اور ہر پار بٹھتی

نگاہوں میں رہا صد کج بشت و نکار
 پر اس عرصے میں کچھ ہمیں بڑی دھوپ
 طلب کی دل سے ہر اک نے اجازت
 الا اے ساتھی خون جگر نوش
 کوئی یہ بھی دلا زاری کا ڈھب ہے
 وداع یار نے کی یہ منادی
 گئی وہ ادھر طرف اور یہاں یہ غمناک
 کوئی دیتا ہے اس ظالم کو بھی دل
 چڑھا اک پیہڑ پر وہ شعلہ آسا
 جہاں تک قوتِ مدِ نظر تھی
 نظر آنے سے مطلق رہ گیا جب
 گرا اوپر سے نیچے وہاں یہ مجروح
 اوشا ہر سو قیامت کا سا اک بخور
 دل اوسکے غم میں لاکھوں کلفت اندر
 غرض جس طور پر ہے رسمِ آئین
 الا اے ساتھی خرم خانہ عشق
 بجانے یہ محبت کیا بلا ہے
 جہاں پاوے گا تو ہفت میل
 چنانچہ واقعہ راہِ ہنسائی

نہ تھا ہر چند وہاں ارکانِ گفتار
 بس غور شید کا سین ہوا روپ
 کہ چلے آتے نہیں اتنی نماز ت
 نگر بیا نک کہ حق صحبتِ فراہوش
 کہ میں مرتا ہوں تو رخصت طلب ہے
 کہ بیانِ آخر ہے غمِ انجامِ شادی
 کہ تہا دیر ب با چشمِ نفاک
 کہ جادے چوڑ صیدِ نیم بسمل
 قہر دل سے لہو کا اپنے پیاسا
 یہ تہا بیان اور نگاہ اوسکی اودھر تھی
 ہوا وہ روز اوس پر تیرہ جون شب
 گئی دنیا ل ڈولی کے چلی روح
 کہ تہا ہونگی اسٹریٹس نے صور
 ہزاروں چشم و مژگان گر یہ آلود
 کیا اوس مرد کا تہیہ نہ دیکھیں
 اودھر دے لگ دو سہ پیمانہ عشق
 کہ جسکی آگ سے عالم جلا ہے
 پٹا دیکھ گاجیبِ طاقتِ گل
 کہ ہے اس طرح کو ہر فانی

<p>کہ یہاں درویش نے جس وقت دی جان وہ شوقِ آس طرح وان آشفتمہ تر تھی یہاں وہی اک محبت کا اثر ہے منا ہے مین کہ ہنایلی کا نقص ہو انصاف و حاضر حسب ارشاد ہو اگر دون دون اس سے مساعد ہو جاری رگِ لیلی سے یہاں خون چنانچہ نقد کا اس زر کے صراف کہ جب وہ نازنین گھر پہنچ آئی کے سب نے پنجم اور اس قدر دُر ہوئی جو چشم اس روئے نظر باز تھی گھر میں ہر طرف شادی سے سوہنچا</p>	<p>وہی ساعت وہی لمحہ وہی آن گو یا اس حال سے اس کو خبر تھی کہ دل کو حال سے دل کی خبر ہے کہ بہر دفع و حشر کیجئے قصہ پہ کیا فضا و اس فن کا اک استاد لی اپنے ہاتھ میں اون نے وہ ہاتھ چھٹی بے نیش و زبان قصہ مجنون کہ ہے اس طرح احوال اسلاف دیا ہر ایک نے جی رونمائی کہ صحنِ خانہ گوہر سے ہوا پُر کیا اس چشم پر نظارہ نے ناز پہ وہ بیچارہ اک حالت میں مغموم</p>
---	--

۱ قائم نے اس مضمون کو ان قانون میں لکھا تھا۔ ہوا اس سے مساعد چرخ کجاو۔ لی اون نے ہاتھ میں وہ ہاتھ
- سودا نے دیکھا کہ دونوں مصرعوں میں مساعد و مساعد قافیہ موجود ہیں پر کجاو دناز کی کیا ضرورت ہے ۱۲ ۱۳ یہ
مصرعوں تھا (دی جان ہر اک نے اس کو روٹائی) استاد نے بندش کو صاف کر دیا کہ اب وہی کی نہیں گرتی اور
- سے ایک فصیح معلوم ہوتا ہے ۱۲ قائم نے لکھا پنجم اور کے لئے پہلے یہ سب دُر۔ اس
ماتہ اس قدر کے معنی چھپنے کیا ہے اور یہی وجہ اصلاح کی معلوم ہوتی ہے ۱۲ یہ شعر قائم کے دیوان میں
سے ملا سودا کے دیوان میں جو پینتوی چپی ہے اوس میں یہ شعر نہیں ہے شاید نکال ڈالا ہو گا مگر ربط کے لئے اس
رکھا ہوا ضرور ہے ۱۲

<p> ہمیشہ گریہ و زاری سے تہا کام مقیم سینہ جا سے دل پیش تھی کے جون زگرے محو رہا وے وقف نہ تھا کوئی سبب سے کرے تہا دے کے پہونگی تہا میر تپان تھی حبس خشکی مین ماہی کبہو جون گل کرے تھی بیر بن چاک گیا ہے کن اسیدون ساتھ محروم وے افزو و تہا لہر حظ وہ درو نظر آئی یہ سبکو چارہ سادی بہر تقدیر کیجھے آب روان اسے جس حال سے ہو گھر کو لیجا سے نہ دینا جام بھلو کو ہے یہ کیا خسر وے وہ موج سے ہوں سرگرم نامہ سر شرفقت و شفاق مایل بجود بالیدہ تہا ماتمرد چہان بدا تقدیر کا کیونکر ہے کیا ہے </p>	<p> نہ او کو صبر طاق نہ آرام ہر اکدم تازہ او کو اک خلش تھی بزنگ زلفت گدا شفتہ اطوار بجان بگہر کے لوگ اسکے تہا سے بقدر فہم ہر اک کو چاک و پیر براوس کا حال تہا ہر دم تباہی نسیم سا اوڑا تھی کبہو خاک کبھی کہتی تھی ہے ظالم وہ ظالم دماغ اپنا جلاتے تھے زن و مرد بہت کہینچی جب اوس دکھ نے دراوی کہ اس مجروح غم کو سو سے خانہ یہ لکھئے خط کہ تالینے کوئی آئے ارے اسے بادہ نوش گردش دہر ہوں تشنہ لب نہایت مثل خامہ کہ اسے تاج سر قوم و قبایل وہ گوہر جسکے رشتہ سے ہر اک یہان خدا جانے کہ اسکو کیا بلا ہے </p>
--	---

۱۲۔ قائم نے یہ مصرع بتائے ہیں سے لفظ زمین کا تا (۱۲) صد چندان تاہر اک محظہ وہ در (۱۲) ۱۲۔ پھر صریح اصلاح

سے پہلے اسطرح تھا (گھر کی طرح تباہ و غیش نازان) ۱۲

جہاں تک چارہ دان تو سب میں ناچار
مگر بعض کوئی لعبہ ادا مل
کہ تھی یہ اقربا اپنے سے مالوف
سو یہ گہر اور وہ گہر ایک سا ہے
کیکو کیجیے ایچہ سردانہ
کیا یہ لکھ کے خط ملفوف جدم
لکھا تقدیر کا صرگز بخانا
دیا یہ خط کو ایک پیک کے ہات
چنانچہ یون سا ہے میں کہ جدم
پس از تبلیغ چندین حرف جان کو ب
پس از قطع سیاف عین زان
جہاں تک اوس جگہ کے تھے اکابر
کر آخر صبح کا چلنا مقبر
ارے اے گردش افلاک بے مہر
وہ کس سبزہ نے ایسا سر اٹھایا
دی تو نے جان شیریں پل میں بریا
ہے کل کی بات وہ بارہا تو درویش
یہ ب کرتے تھے ساتھ ادا سکھلا
نہ تھا اوس کو کسی کے ساتھ آرام

کچھ سمجھا نہیں جاتا یہ آزار
کرے ہے اس طریقہ پر متصل
ہے صحت اوکی وہاں ہونی بہ موقوف
یونین گر مصلحت ٹھہری بہلا ہے
کہ لیجا اسکو میان سے ہوئے خانہ
ہوئے اس مصلحت سے سب وہ خرم
کرے گا کیا کوئی دم میں زمانا
کہ جانا یہاں سے وہاں تک جسکو اک بات
ہوایہ پیک اوس منزل کا محرم
دیا اون نے اومین آخر یہ مکتوب
ہوئے وارہ و جوان اٹان خیزان
ہوئے خدمت میں اوکی آ کے حاضر
ہوئے یہ سائل اکرام یکسر
ملائے خاک میں کیا کیا تو مرتبہ
نہ جس کو خاک میں تو نے ملایا
ترے سر پر ہے ثابت خون فریاد
ہے آج اس نازنین کا فکر و پیش
پر وحشت اوکی ڈھونڈ ہے تھی کنار
وہی دیوانگی سے دم بدم کام

نہایت اک کثیر کنسہ عصر
 جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زل ٲو
 ہوئی درپے فسوں سازی کے چیب
 نجانے کیا کی اوس کا فر نے تدبیر
 جب اس حالت کے آئی کچھ سرا
 غرض جب وہ ان سے چل نکلی سواری
 نہ تھا صبر و سکون اوس کو نہ آرام
 کہو کہتی تھی خویش و قوم کا حال
 یہ نحو سے قصہ دوستان مقول
 ہین لچوئی کے جس صورت سے انداز
 کہیں اسین علی وضع روایت
 کہ اک جا آئی ہے آگے سراہ
 جگہ اتنی تو کیا اک مختصر ہے
 گلون مین سبز یون لہرا ہے ہر دان
 غرض وہ ان کے خیابان کی ہر اطراف

کہ دلاکش نظم سے جبکی ہر اک نثر
 تھی وہ ان دلائل و محنت لکھا مال
 ہوے اوس سے جدا جتنے تھی وہ ان سب
 کیا دو ہی سخن مین اوس کو تسخیر
 سواری مین وہ بیٹھی اور یہ سمرہ
 ہوئی دونی وہ اوس کی بیعت ساری
 یہ وہ باتون مین کرتی تھی اسے رام
 کہ تھہ بن زندگی ہے اون پر آشکار
 کبھی رکھتی تھی اوس چشی کو مشغول
 سر زلف سخن کرتی تھی وہ باز
 کی اوس تکیہ سے ہی اون کی حکایت
 نیٹ لچپ اور مطبوع دلخواہ
 عجب کچھ لطف سے پر سبز تر ہے
 ہو جیسے مہرستی مین چر افشان
 ہے سینہ سے ہی مہر و نیک کچھ صاف

۱۷ دہی سخن سواری اصلاح ہے قائم نے بیان پر نو و و بچن کا کتاب ۱۲ ۱۷ یہ مصحح اصلاح سے پہلے یون
 تھا (جلی القصبہ جب وہ ان سے سواری) ۱۲ ۱۷ یہ شعر قائم نے اس طرح لکھا تھا (کبھی جیسے یون دلوئی کے معمول -
 یہ باتون مین اسے رکھتی تھی مشغول) ۱۲ ۱۷ اس شعر مین دلہاری کا لفظ نہا آستانے دلوئی بنا دیا ۱۲ ۱۷ قائم نے
 یون لکھا تھا (غرض گلشن کے اوس تکیہ کے اطراف) ۱۲

چل اَب بیہوش گے اوس جاگہ کوئی دم
 گلوں کے ساتھ دان کرنا تو بازی
 پریشان گل کچھو تارِ سبزل
 نہیں گل شاخ پر البتہ مرغوب
 ٹھنسنے جو دان نے وہ حوتِ فہون دم
 اسی صورت سے تہا یہ ذکر و اذکار
 کیا حقار نے دان سے کنار
 الا اے ساقی میخانہ ناز
 غنیمت سے ہمارے ظالم کوئی دم
 کہ شمع بزمِ ہستی آہِ نر یاد
 قدح کو آتش تریکہ ہیبت تو
 خوشا آتشِ جذبِ عشقِ کامل
 کیا ہے دل نے آئینہ کو حیران
 کرے عاشق کا یہ ظالم اگر کام
 فہون سازی پر اپنی جب کہو آئے
 اسی صورت سے اس کافر کے ہر قول
 کہ جب وہ نازنین تکیہ میں آئی
 کیا صدا آتشناک نے جو شش

نہ رہو تاملِ محزون سے کچھ غم
 ہوتا بلبل کے دل کی چارہ سازی
 ہم شہر مندہ ہوں تاجِ بل و گل
 جو پہنچے ہاتھ نکلتے سے تو ہے خوب
 ہوئی دل میں نہایت شاد و حرم
 کہ وہ تکیہ ہوا ناگہ نمودار
 اسے پردا کرادس جاگہ و تار
 نہ کہ مے کو لبِ ساغر سے تو باز
 ہے غمِ زندگانی کانپٹ کم
 سدا رہتی ہے زیرِ دامنِ باد
 طراوت دے گلِ داغِ جبگر کو
 سراپا ہے اثر جس سے ہر اک دل
 و یا زہ کو دل نے شوقِ طیلان
 ندے معشوق کو بھی صبرِ گرِ آرام
 جنازہ پر نہیں آگور پر لائے
 چنانچہ ہے اوی راوی کا یہ قول
 جبکہ درویش کی اک گور پائی
 پیغمبرِ مراد کو کتنی تھی کہ خاموش

۱۰ قائم نے کہا تھا (طراوت دے گلِ باغِ جگر کو)

و لے دل جانتا تھا اوسکو یا اب	چسپے دل سے ہزاروں نالے تالیب
نہ تھا اک رشتہ لیکن زیبِ مہر گان	ہزاروں گریہ کے اوٹھتے تھے طوفان
پہ مضبوط عشق اسے غافل ہے کچھ ربط	غمِ دل کا کرے تھی سوطج ضبط
بدن میں یک ایک آئی حرارت	شرارِ غم نے کی آخر شرارت
طرح پانی کے لرزی ہر طرف خاک	گری بے طاقتی سے وان یثناک
پہ نکلی جاتی تھی ہاتھوں سے جون آب	پکڑتے تھے اوسے ہر چند احباب
کہ جذبِ عشق نے ٹکڑے کی دہ گور	اسی صورت سے یہ غلطان تھی کچھ دور
نظر آتا جسے کہتے ہیں کیسا پڑ	امشاد و دودل اوس جاگہ کچھ یاد
یہی وہ گور تھی یا اثر دھسا تھا	نجانا پھر کہہ مان کا حال کیا تھا
لیا اوس ناز پرور کو شکم میں	کہ جن نے بے تامل ایک دم میں
رہے باہر دہ سارے مثلِ خاشاک	ہوئی جون آب پنہان یہ تہ خاک
کرے ہے اس طرح سے نالش غم	چٹانچسپہ لوحِ خوانِ بزم ماتم
لگا آنے نظر درویش کا ڈھیر	کہ اس حالت کو گزری جب کچھ ایک دیہ
مسلم جسطرح تھا وہ اوی طرز	ندیکما رخنہ اوس جاگہ میں نے ورز
کہ اک گوشہ تھا مقنع کا نمودار	مگر باقی تھا اوس مہ سے یہ آثار

۱۵ اصلہ سے پہلے یہ مصرع اس طرح تھا (پنکلی جاتھی یہ ہاتھوں سے جون آب) ۱۲ یہ شعر اور
 اسکے بعد کے کئی شعر (جو کہو لاگو کو تو وہ وفا کو کش - تھے دونوں ایک بنگلی میں ہم غم خوش -
 نہ کر سکتا تمازق ادن میں کوئی فرد - کہ ہے زن کون سی اور کون ہے مرد -) سودا نے اس مضمون کو
 بے لطف کچھ نکال ڈالا ہے ۱۲

جو تھے اوس نازنین کے اقربا و مان	ہوے اس ماجر سے کرب و وہیران
کہ یارب کس طرح اب گھر کو ہم جہان	بہلا جائیں تو نہ کیا لیکے دکھ لائیں
کوئی کرتا تھمتن پر پیر ہن چاک	کوئی ڈالے تاسر پتصل خاک
ہر آخر حیط سب سے رسم دائیں	لگے کرنے انون کی لوگ نسکین
کہ گو کیجئے حذر اون نالہ و آہ	نہیں دان کے گئے کو پیراد ہر راہ
ہے میان دم مارنے کا کو یارا	نہیں بندے کو غیر از صبر چار
نہ جان اشکال عالم دیر پاہن	یہ سب بیل خور دست قضا ہن
بگڑے ہن ہزار دن رو و کا کل	بنائے اس جہن کا سبیل و گل
عرض سمجھا کے اون کو چارنا چار	کہا ہر ایک نے ہے صبر در کار پڑ پڑ
نہ کیا جب اونون نے کچھ ہی حاصل	غیر غلط سے غیر از کاہش دل
ادٹیا یا رخت غم دہانسی بعد جبر	کیا صبر کر بیان رشتہ صبر
گئے گھر کو بچندین محنت و غم	ہے جس صورت سے رسم اہل تہم

۵ قائم نے یہاں پر یہ شعر کہا تھا (کہ یارب فرق ان کا کس طرح پائیں۔ کسے رہنے دین یا ان اور کس کو بچائیں) ستارے فرق والا شعر کاٹ دیا تا اس سبب اس شعر کو بھی بدل دیا ۱۲ ۵ قائم نے کہا تھا (کہا ہر اک نے) ۷ اب مبر درکار ۵ اس شعر کے بعد دیوان قائم میں یہ اشعار بھی ہین اشعار

سے واقف ماچو نانی	سجناں اس بات کو میری کہانی	تھک اس عشق مجازی کو کوئی	کہہ کر کہہ رہے اس باہر کی طوطی
بیزار اسکا وحدت انگ	کرے عشق کو عاشق کو کیونگ	تو وہ پیشوق مہی جس سے ہم سب	ہین جیون آئینہ سترابا بالاب
ہمک ۱۵ پٹے نہ کو بوسہ	تو ہم کیا ہریر کو کھاں کا قہیر	کرین گم اس انانیت کو سلی	پناہ دین آپہن جیو ہستی حق
بت عجیب کہ یہ اجابہ	کہہ ہین جون قمر اس دلیہ نڈا	ہر نے ہین ذات حق بن سحر	کہ ہر دھوا لاپا پناہ نہیں فرق

<p>سخن کے طول سے اندیشہ کر تو پہنچا سویشی کو کہ تو شیوہ لب</p>	<p>بس اسے قائم خموشی پیشہ کر تو سخن بہنے گریہ اسے دل میوہ لب</p>
<h2 style="text-align: center;">مرثیوں کا انتخاب</h2>	
<p>کہے ہیں وہاں کے غلاموں کو یہ غلام سلام تری جناب میں مقبول یا امام سلام ہو تو تم کہ تمکو خدا سے جو نت پیام سلام</p>	<p>خدا سے آسمی ہے جھکی طرف مدام سلام صلوٰۃ بھیجے ملک اوس کسی پہ جو جس کا ہو کیا جو بندگی و عجز بندگان سن لو</p>
<h3 style="text-align: center;">ولہ</h3>	
<p>خنجر تلے ہے کسا گلا ہاے ہاے ہاے کسا یہ گہر دیا ہے چلا ہاے ہاے ہاے خون حسین منہ سے ملا ہاے ہاے ہاے جاتا ہے آسترون پہ چلا ہاے ہاے ہاے یہ کون ہے اسیر بلا ہاے ہاے ہاے گو وہی سین جو نبی کی پلا ہاے ہاے ہاے سوتلہ نگان کرب و بلا ہاے ہاے ہاے</p>	<p>اے قوم تک سمنو تو نہ بلایا ہاے ہاے ہاے جو دل ہے آج جگ میں ہو پرورد دل سے پڑ یہ بنتِ فاطمہ ہے کہ جن نے بجا ہے خاک کسا ہے یہ عیال کہ بے محل و جبار زنجیر اوس کے پاؤں تو اوس کے گلے جو طوق جنگل میں نکردن پہ وہ سوتا پڑا ہے آج بانی جنہیں دیا نہ کسی نے جز آبِ رتیغ پڑ</p>
<p>۹۰) بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) اور اسی طرح کے سب اشعار قائم نے اسی مضمون کی بنا پر کہے تھے مھر عہ کہ ہے زن کو نہ ہی اور کون ہے مرد سوہانے اوسے ہی نکال نکالا اور اوس مضمون کے متعلق جتنے شعر تھے وہ بھی بتائے فاسد علی الفاسد خیال کر کے نکال ڈالے ۱۲ عبال کو جمع ابنت استمال کر کے تین ۱۲</p>	

ولہ

اے فلک تجھ سا بھی کوئی اور بد کردار ہے | آلِ سپیہ سر پہ جب کو یہ ستم ہوا ہے

جون جابب موج دم لینا اذنین دشوار ہے | ایک سر پہ جس جگہ دہان سیکڑوں تلوار ہے

قتل کرتے ہیں کسی ایسے ہی مجرم کو کہو | پوچھتے ہیں اوسے ہی کیا ہے تیری آرزو

ذبح کیجئے سبطِ پیغمبر کو یوں تشنہ گلو | اور نہ کیئے اوس سے پانی ہی تجھ درکار ہے

میں نے یہ اتنا ستم دنیا میں ہو ہے بیش و کم | پر نہ جو ان پر ستم گزرا ہے اتنا ہی ستم خ

ہو نہ اک پیاسے کو مارے پیاس کر جنگل میں ہم | اوس گلے پر آج کے بدلے چہری کی دہار ہے

کس کے گھر پر یہ ستم ٹوٹا ہے کوئی دوی نشان | گو دین بابا کے کس بچہ کی یون مکی ہو جان

اوس طرف عرضِ عطش کو اودن نہ کاڑھی ہو زبان | اس طرف پیکان تیرا اوسکی تھاسے پار ہے

اہل بیتِ مصطفیٰ کو کیسے اونٹوں پر سوار | ہو نہ پوشش کچھ بدن پر اوسکے بزرگ و غبار

ہاتھ میں جا برسے اک بیمار کے دیجے ہمار | آگے سر پر چھیپے اوسکا گھر کا جو سردار ہے

جھک جویرتے کہ تما جس دشت میں اوسکا گزر | کیون نہ جو ان گردن زمین دہان ہو گئی زیرِ قہر

جو کفِ پا برگ گل سے ہی تانا زک بیشتر

	ہر قدم آرام گاہ اوس کا سنان خار ہے	
اس طرح ہر اک قدم اوس نے جو کی چلنے میں در	ہر طرف سے آئے ہیں گہوڑوں کو ظالم پیر پیر	
	خار کے مانند ہے ہرین بیچ میں گلبن کو گیسر زخم پہلی سے قفا جون برگ گل افکار ہے	
	ولہ	
گاہ یوں کرتی تھی اصغر کی مصیبت کا بیان	اے مرے پیارے گیا ہی کھیلنے کو تو کمان	
	کس کو لے لے دوڑ کر گودی میں یہ آزرہ جہان کس کو بھائی کہہ پکارے اب یہ دیکھو باری بہن	
کیا خطا تجھے ہوئی تھی اسی مرے مصوہ پاک	زخم سے جو تیرے تیرا لگو ہو دردناک	
	کیون نہ جو غنچہ گریبان کو کر دن اس غم سے چاک کیون نہ بہاڑوں اس مصیبت میں جو گل پیرنا	
حال کو ترے میں بیاہ جس گھڑی کرتی ہوں غم	اک ستم پوتا ہے طاری اس دل غم کش پہ اور	
	ہاے وہ سر پر ترے ٹوپی کے کچ رکھنے کا طور ہاے وہ تیرے گلے کے بیچ کرتے کی بہن	
آئینہ سے تیری جو سوتے میں اچٹ جاتی تھی غم	دل میں ہوتا تھا اک عالم کے عجب لک خطراب	
	آہ کس کس مشکون سے پہر تجھے آتی تھی تاب یا تو یہ سو یا کہ ہے اب جاگنا تجھ کو کٹھن	
۱۵ آرام گاہ اب مرنٹ ہو ۱۶ غاب کو اب مذکور تھے ہیں ۱۷		
نہا گزشتہ		

